خدا کی پہچان

از روئے قرآن مع تمثیلات وجدان

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

صاجبزادہ وجانشین

عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محمد نعیم کوثر رشادی (ناظم)

دارالعلوم قصد السبیل، نزد ایس بی ایچ، محبوب نگر، آندھرا پردیش۔ 590001

فون:45526، موبائل:9848149026

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کی پہچان

(از روئے قرآن مع تمثیلات وجدان)

تالیف

حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

صاحبزادہ وجانشین

عارف باللہ حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بہ اہتمام

محمد یعیم کوثر رشادی (ناظم)

دار العلوم قصد السبیل

نزد ایس بی ایچ، محبوب نگر، آندھرا پردیش ۔ 590001

فون: 45526، موبائل: 9848149026

انتساب

ان عارفین حق اور پاکیزہ نفوس کے نام جن کو ذریعہ بنا کر
اللہ نے اپنے خصوصی فضل سے ہمیں دین و نعمت اور
شریعت و طریقت سے آگہی بخشی

بالخصوص ان پیاسی روحوں کے نام جو باعتبار بصیرت حق
کی دید ہی میں اپنی حقیقی عید سمجھتے ہیں۔

شاہ کمال

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر

تفصیلات کتاب

نام کتاب : خدا کی پہچان از روئے قران مع تمثیلات وجدان

مرتب : حضرت مولانا شاہ محمد کمال الرحمن صاحب دامت برکاتہم

خطیب مسجد عالمگیری شانتی نگر

صاحبزادہ و جانشین

سلسلہ قادریہ چشتیہ کمالیہ کے چشم و چراغ عارف باللہ

حضرت شاہ صوفی غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سنہ اشاعت : ۱۴۲۳ھ م ۲۰۰۲ء

تعداد : ایک ہزار

بہ اہتمام : محمد نعیم کوثر رشادی (ناظم)

دارالعلوم قصد السبیل

نزد ایس بی ایچ، محبوب نگر، آندھرا پردیش۔ 590001

فون: 45526، موبائل: 9848149026

طباعت : شکیل کمپوزنگ سنٹر / عائش آفسیٹ پرنٹرس

متصل مسجد رضیہ، روبرو ملک پیٹ فائر اسٹیشن، جدید ملک پیٹ، حیدرآباد۔ ۳۶

فون: 6522921، موبائل: 9848020068

قیمت : -/15 روپے

فہرستِ مضامین

ابتدائیہ ۶

کسی چیز کو کسطرح پہچانا جاتا ہے ۸

صورت سے حقیقت تک ۸

ایک درجن سے زائد مثالیں ۸

عمومی مثال خصوصی تفہیم ۱۱

ثبوت حق پر ارشاد علوی ۱۳

ایک پر لطف بات ۱۳

تسلیم حق کے ۱۴ نفسی استدلال ۱۴

فطرت اور عقل کی گواہی ۱۶

اسماء الہیہ اور معانی ۱۸

توحیدی شان اور امثلۂ وجدان	۲۹
دلیل منقول	۳۰
دلیل وجدانی	۳۱
انسانی کمزوریاں اور اللہ کے کمالات	۳۲
خالق و مخلوق کی طاقتوں کا فرق	۳۳
استعمال قدرت الہیہ کی تین صورتیں	۳۴
خدا کی مماتی صفات اور مفہوم	۳۶
گمراہی کے تین اسباب	۳۹
آیت الہیہ اور آیات قرآنیہ	۴۳
اللہ کو پہچاننے کا سادہ طریقہ	۵۴
عبد و رب کی پہچان	۵۵
غور و فکر کا عرفانی طریقہ	۵۹

ابتدائیہ

معرفت کے معنی شناخت، پہچان اور تفصیلی علم کے ہیں۔ اجمالی علم کا نام ایمان اور تفصیلی علم کا نام عرفان ہے۔ یہ پہچان دو قسم کی ہوتی ہے اگر پہچان شیئ کے تعلق سے ہو تو معرفت شیئ کہلاتی ہے اگر اس پہچان کا تعلق خالق شیئ سے ہو تو اسے معرفت رب اور معرفت الٰہیہ کہا جاتا ہے۔

پہچاننے کی جستجو طبعی اور فطری ہے۔ کوئی بچہ بڑا جس کسی کے سامنے کوئی نئی یا انوکھی یا نامعلوم چیز نظر میں پڑتی ہے تو اس کے اندر دو سوال ابھرتے ہیں ایک یہ کہ وہ کیا ہے؟ دوسرے یہ کہ وہ کسکی ہے۔۔۔ گویا یہ سوالات اس بات کا اظہار ہے کہ جستجوئے حق اور طلب حق انسان کی فطرت میں ہے۔ اگر اس وقت سائل کی بروقت اور صحیح رہبری ہو جائے تو وہ دریافت اور یافت میں مشغول اور اس کے تقاضوں کی تکمیل میں لگ جاتا ہے۔

زندگی میں احتیاجات کی تکمیل اور سارے کاروبار اور معاملات اسی معرفت اور پہچان ہی کے کرشمے ہیں۔ سائنس معرفت ہی کی ایک صورت ہے۔ مثلاً آدمی برق کو پہچان لیا تو گھر، محلے اور شہر روشن ہو گئے، چھوٹی بڑی مشینیں متحرک ہو گئیں۔ بڑی بڑی فیکٹریاں قائم ہو گئیں۔ اس برق کی وجہ زراعت، آبپاشی، صنعت و حرفت بام عروج پر ہیں۔ اشیاء خورد و نوش، معدنیات، نباتات، حیوانات اور دیگر چیزوں سے استفادہ اور ان کا استعمال معرفت اور پہچان ہی کے بعد میسر ہے چونکہ اس پہچان کا تعلق چیزوں سے ہے اسلئے اسے معرفت

شئ کہیں گے ۔ اور معرفت شئ اور معرفت نفس معرفت رب کا ذریعہ ضرور ہے مگر دراصل مقصود معرفت الٰہیہ ہی ہے۔

کسی شئ یا ذات کی پہچان کے چار اصول ہیں جنہیں مراتب کہنا چاہیئے ۔ وہ یہ ہیں۔

۱۔ ذات ۔۔۔ ۲۔ صفات ۔۔۔ ۳۔ افعال ۔۔۔ ۴۔ آثار۔

ذات میں مختلف کاموں کی جو صلاحیتیں ہیں وہ صفات کہلاتی ہیں جب صفات کا ظہور ہوتا ہے تو اسے فعل کہا جاتا ہے افعال کے نتیجہ میں جو چیزیں حاصل ہوتی ہیں وہ آثار کہلاتی ہیں۔ گویا اثر سے فعل کا پتہ چلتا ہے فعل صفت کو دکھلانے والا ہے اور صفت سے ذات تک رسائی ممکن ہے ۔ مثلاً کتاب، کاتب کا اثر ہے کتابت اسکا فعل ہے کتابت کی صلاحیت اسکی صفت ہے اس طرح اثر، فعل، اور صفت سے بآسانی کاتب کی ذات کو پہچانا جاتا ہے ۔ انہی اصولوں کے تحت خالق اور مخلوق دونوں کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے ۔ نیز قرآن کا اعلان ہے۔

"اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں ہو سکتے ۔ تاریکیاں اور روشنی برابر نہیں ہو سکتے ۔ اور زندے اور مردے برابر نہیں ہو سکتے" (پ ع)

اس آیت اور اس جیسی آیات سے اضداد کو جانیئے کیونکہ چیزیں اضداد سے پہچانی جاتی ہیں۔

کر پچھانت آپ اپنی جان کی
تب پچھانت ہو تجھے سبحان کی

اگلے صفحات میں اسی پہچان کی تفصیلات مذکور ہیں۔

شاہ کمال

کسی چیز کو کس طرح پہچانا جاتا ہے

کسی چیز کو جاننے پہچاننے کیلئے اس کے آثار سے جانا جاتا ہے اور افعال سے پہچانا جاتا ہے۔ صفات سے دیکھا جاتا ہے۔ اور ذات کو پایا جاتا ہے۔ ہم ذیل میں چند مثالیں پیش کر رہے ہیں جن سے جاننا ماننا سمجھ میں آجائیگا۔ اسی طرح کائنات کی چیزوں پر غور کرکے حق شناسی کی دعوت دیجارہی ہے۔

صورت سے حقیقت تک

مثال (۱)۔ بلب میں روشنی پنکھے میں حرکت ہیٹر میں گرمی اور استری میں حرارت معلوم ہوتی ہے۔ سارے گھر میں روشنی کارفرما ہے مگر نہ کرنٹ نظر آیا نہ پاور ہاؤز مگر یہ سب دیکھنے والے نے کرنٹ کو نشانیوں سے جانا اور پاور ہاؤز کو مانا۔ تو پھر کیا یہ دلیل کافی نہیں کہ۔

آنکھوں کی روشنی ستاروں کی روشنی چاند سورج کی روشنی کو پیدا کرنے والے کو جانا جائے اور اسکی قدرت کو نشانیوں سے مان لیا جائے

مثال (۲)۔ ● ۔شہتوت کا پتا کھا کر بکری مینگنی دیتی ہے

● ۔شہتوت کا پتا کھا کر ہرنی مشک دیتی ہے

شہتوت کا پتا ریشم کے وجود کا ذریعہ بنتا ہے پتا شہتوت ہی کا ہے کھایا تین جانداروں نے مگر نتائج جداگانہ۔ کیا یہ نشانیاں کافی نہیں کہ قدرت والے اللہ کو جان لیں۔

مثال (۳) ۔ مرغی کون سی خاص غذا کھاتی ہے مگر اس سے سنہری اور روپہری محفوظ سرمایہ لئے ہوئے چوطرف سے بند اور مقفل محل انڈا وجود میں آتا ہے ۔ امام احمد ابن حنبلؒ نے اس کو اللہ کے وجود اور قدرت کی دلیل بتلایا۔

مثال (۴) ۔ کسی نے موٹر کو دیکھا ، مشین کو دیکھا ، ان کے اجزائے ترکیبی کو دیکھا۔ اور ان چیزوں کے استعمال کو دیکھا مگر نہ کارخانہ نظر آیا نہ بنانے والا نظر آیا مگر ہر دیکھنے والے نے اسے نشانیوں سے جان لیا اور مان لیا تو پھر کیا یہ مثال کافی نہیں کہ انسانی مشین کے بنانے والے کو آنکھوں سے دکھائی نہ دینے کے باوجود نشانیوں سے مان لیا جائے ۔

مثال (۵) ۔ کسی نے زخمی کو دیکھا۔ چارپائی پر پڑا ہے ۔ اعضائے جسم پر مرہم پٹی لپٹی ہے ۔ اسکی ضروریات علاج کا سامان موجود ہے ۔ آخر ان تمام چیزوں کو دیکھکر باوجود نہ دیکھنے کے نشانیوں کے ذریعے سے تیماردار اور ڈاکٹر کو جان لیا۔ اسی طرح حق کو سمجھنے کی بے شمار نشانیاں پائی جاتی ہیں ۔

مثال (٦) ۔ خوبصورت فرنیچر نظر آیا۔ بیٹھنے کے بے حد لائق اور استعمال کرنے والوں کیلئے بے حد مناسب۔ مگر فرنیچر بنانے والا نظر نہیں آیا مگر جس طرح اسکے بنانے والے کو تسلیم کرتے ہیں اسی طرح کائنات کی شکلوں کو دیکھ کر حق کو تسلیم کرنا ہر سلیم الفطرت آدمی کا فطری تقاضہ ہے

مثال (۷) ۔ عقل روح اور ہوا دکھائی نہیں دیتے لیکن نشانیوں سے مانے بغیر چارہ نہیں ۔ تو پھر کائنات کے اتنے بڑے نظام کی تمام چیزیں درحقیقت نشانیاں ہیں جن سے قوت وقدرت والے پروردگار کو تسلیم کرنا چاہیئے ۔

مثال (۸) ۔ قدموں کے نشان چلنے والے کا پتہ دیتے ہیں ۔ راستے میں بکری کی مینگنیاں کسی جانور کے گزرنے پر دلالت کرتی ہیں تو پھر برجوں والا آسمان اور پہاڑوں والی زمین لطیف و خبیر پروردگار پر دلالت کیسے نہیں کرتی ۔

مثال (۹) ۔ اڑتی دھول کو دیکھ کر چلتی ہوا کو تسلیم کرنا فطری ہے اسی طرح گرد و غبار پر غور کر کے خاک کے کرہ کو دیکھ کر اور ہوا پر غور کر کے اسکے خالق اور مالک کو تسلیم کر لینا چاہیئے ۔

مثال (۱۰) ۔ جسم کی حرکت روح کے وجود کا پتہ دیتی ہے ۔ آنکھ کا دیکھنا کان کا سننا ناک کا سونگھنا ہاتھ کا پکڑنا پیروں کا چلنا زبان کا بولنا دماغ کا سوچنا اور دل کا دھڑکنا اور سمجھنا آخر یہ ساری چیزیں روح کو دکھاتی ہیں اسی طرح خود روح کے خالق و مالک کا پتہ لگا لینا چاہئیے ۔

مثال (۱۱) ۔ کسی دیوار کے پس پردہ آپ کھڑے تھے ۔ فضاء میں ایک تیر نظر آیا ۔ آپ نے نہ کمان کو دیکھا نہ کمان پکڑنے والے کو دیکھا اور نہ تیر چھوڑنے والے کو دیکھا لیکن تیر کی نشانی کے ذریعہ جسطرح تیر پھینکنے والے کو پہچانتے ہیں اسی طرح حق کو پہچان لینا چاہیئے ۔

مثال (۱۲) ۔ کسی شادی خانہ کی تفصیلات پر غور کیجئے ۔ اسکے ڈیرے پر اسکے فرش پر اسکے قمقموں پر اسکے متعلقہ چیزوں پر ۔ جس طرح اسکے مالک اور اسکی مرکزی شخصیت کا پتہ چلتا ہے اسی طرح غور کیجئے زمین کا فرش بچھا ہوا ہے آسمان کا شامیانہ تنا ہوا ہے چاند و سورج کے قمقمے لگے ہوئے ہیں ۔ بجلی چمک رہی ہے ۔ بجلی کا چمکنا بادل کا گرجنا ہواؤں کا چلنا پہاڑوں کا قعدہ میں

بیٹھنا درختوں کا برسوں سے قیام میں رہنا چوپائے جانداروں کا رکوع میں رہنا رینگنے والے کیڑوں سانپوں بچھوؤں کا سجدے میں پڑے رہنا موسموں کا بدلنا حالات کی رنگینیاں اور اسطرح کی بے شمار چیزیں ایک زبردست حکمت والے قوت اور قدرت رکھنے والی ذات کا پتہ دیتی ہیں۔

مثال (۱۳) ۔راستے سے ایک شخص گذر رہا تھا۔راستے میں چمکتی چیز دکھائی دی۔ طبیعت کے میلان نے اسے دیکھنے اور اٹھانے پر مجبور کیا۔قریب گیا۔اسے دیکھا اٹھایا۔ چمکتا ہوا سونے کا موتی نظر آیا۔سونے سے واقف تھا سمجھدار تھا قیمت جانتا تھا مگر موتی کے بنانے والے کو نہیں دیکھا تھا۔ مگر اسے دیکھ کر اسکے بنانے والے کو پہچان گیا۔

بس اسی طرح زمین کے ذخیروں پر غور کیجئے۔ پٹرول کے کنوؤں پر غور کیجئے پانی کے سمندر کوئلے کی کانیں سونے کے پہاڑ چاندی کے تودے یہ ساری وہ نشانیاں ہیں جن سے ذات حق کو تسلیم کرنا فطری امر ہے۔

جلوہ آنکھوں میں ہے ہر آن نرالا تیرا
سیر ہوتا ہے کہاں دیکھنے والا تیرا
شش جہت ایک تیرا روئے منور پاکر
دیکھ سکتا ہے کسے چاہنے والا تیرا

عمومی مثال خصوصی تفہیم

خدا کے ایک منکر نے خلیفہ ہارون رشید سے کہا کہ تم اور تمہارے علماء یہ کہتے ہیں کہ دنیا کا خالق ضرور ہے۔میں ان سے بحث کرونگا کہ ایک وقت

مقررہ پر حاضر ہو جائیں۔ چنانچہ خلیفہ نے امام اعظم کے پاس یہ بات پہنچائی تو امام صاحبؒ نے کہا کہ میں فلاں وقت آجاؤں گا۔ اسکی اطلاع خلیفہ کو مل گئی۔ دوسری مرتبہ خلیفہ نے پیغام بھیجا تو امام صاحبؒ خلیفہ کے پاس تشریف لائے۔ خلیفہ نے آپ کو اعزاز کے ساتھ بلند مقام پر جگہ دی۔ امراء و رؤساء سب جمع تھے۔ ملحد نے کہا اے ابو حنیفہ آپ نے آنے میں دیر کیوں کی؟ امام صاحبؒ نے جواباً فرمایا مجھے ایک عجیب بات پیش آئی۔ وہ یہ ہے کہ میرا گھر دریائے دجلہ کے اس پار ہے۔ جب میں دریا کے کنارے پر آیا تو دیکھا کہ دریا کے کنارے ٹوٹی ہوئی کشتی کے تختے بکھرے ہوئے پڑے ہیں جونہی میری نظر ان پر پڑی تختوں میں اضطراب پیدا ہوا۔ حرکت کرنے لگے۔ ایک حصہ دوسرے حصہ کے ساتھ پیوست ہوا۔ کشتی تیار ہو گئی جس میں دریا کو عبور کر آیا۔ یہ واقعہ سنکر ملحد نے کہا لوگو! سن لو تمہارے پیشوا کیا کہتے ہیں۔ کیا تم نے کبھی اور کہیں اس سے زیادہ جھوٹ سنی ہے کہ کشتی بڑھئی کے بغیر کسطرح بن گئی اور بغیر ملاح کس طرح چل پڑی! دہریے کی یہ باتیں سن کر امام صاحبؒ نے فرمایا اگر کسی بڑھئی کے بغیر ایک معمولی کشتی نہیں بن سکتی اور ملاح کے بغیر نہیں چل سکتی تو یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا نظام بغیر کسی کے بنائے بن گیا ہو اور بغیر کسی کے چلائے چل رہا ہو۔ امام صاحبؒ نے اس مختصر سے واقعے کے ذریعے ایک ایسی عظیم حقیقت بیان فرمادی کہ ملحد کو ماننے بغیر چارہ کار نہ تھا۔

فلسفی کی بحث کے اندر خدا ملتا نہیں !!
ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں !!

ثبوت حق پر حضرت علیؓ کا ارشاد

حضرت علیؓ نے وجود باری پر محکم ثبوت پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے اپنے ارادوں کی ناکامی پر خدا کو پہچانا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زبردست اور بالاتر طاقت موافق اسباب کی موجودگی کے باوجود انسان کی کوششوں کو ناکام کر دکھاتی ہے۔

کھلتے ہوئے عقدے نظر آتے ہیں ہزاروں
معلوم ہوا عقدہ کشا بھی ہے کوئی چیز
تدبیر سدا راس جو آتی نہیں اکبر
انسان کی طاقت سے سوا بھی ہے کوئی چیز

ایک پر لطف بات

انگریزوں میں دو ہمعصر مشہور ادیب گذرے ہیں۔ انھوں نے تردید کے لئے ایک سوسائٹی قائم کی کیونکہ اس وقت ملحدانہ خیالات کا زور تھا۔ ایک روز یہ دونوں اسی مضمون پر ایک کتاب تصنیف کر رہے تھے کہ ایک ملحد آیا اور کتاب کی تصنیف پر ان کا مذاق اڑا کر خوب ہنسا ان میں سے ایک ڈاکٹر جانسن نے اس ملحد کو ایسی شدید ٹھوکر لگائی کہ اس کی زبان سے بے اختیار یہ الفاظ نکل پڑے ” OH MY GOD “۔ ڈاکٹر نے کہا یہ ہے وہ خدا جس کا تم انکار کرتے ہو۔

وجود اس کا ثابت ہوا چاہتا ہے
مرا نقش ہستی مٹا چاہتا ہے

تسلیم حق کے انفسی استدلال

پہلو نمبر ایک

میں ہوں مجھے جسم ہے مجھ میں دل ہے روح ہے جسم کے ساتھ لوازمات جسم صورت شکل، ہاتھ، پیر، آنکھ، ناک، کان رکھتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ آنکھ آنکھ ہے، کان، کان ہے، ہاتھ، ہاتھ ہیں، پیر، پیر ہیں، دل، دل ہے، روح روح ہے۔ اب اگر ساری دنیا مل کر یہ کہے کہ ہاتھ پیر ہیں یا پیر ہاتھ ہیں تو میں ماننے کو تیار نہیں ساری دنیا کی مخالفت کرنے کو تیار ہوں نہ ہاتھ کو پاؤں کہہ سکتا ہوں نہ پیر کو ہاتھ اور نہ آنکھ کو کان کہہ سکتا ہوں نہ کان کو آنکھ وغیرہ۔

دوسرا پہلو

اسی طرح مجھے بتایا گیا کہ ایک شخص میرا باپ ہے اور ایک عورت میری ماں اور مجھے یقین ہے کہ یہی میرے ماں باپ ہیں اب اگر لاکھ آدمی اس کا انکار کریں تو میں انکو بے وقوف سمجھوں گا اسی طرح مجھے دنیا کی ہر چیز معلوم ہوگی ہر چیز کا نام مجھے بتایا گیا اور ساری دنیا اس چیز کو اسی نام سے یاد کرتی ہے جانتی ہے مانتی ہے مجھے بھی بہت سی چیزوں کا علم دیا گیا میں نے انکو ویسے ہی مان لیا چرند، پرند، درند، دوند، درخت، حیوان انسان اسطرح کی بہت سی چیزوں کا علم آیا اور سب کی طرح سب کو جانا

اسی طرح مجھے بتایا گیا کہ میرا ایک خالق ہے اور میں نے اسکو تسلیم کرلیا اب اگر ساری دنیا مل کر کہے کہ تیرا خالق نہیں تو میں اسکو تسلیم نہیں کرسکتا میرا

وجود ہے تو میرے خالق کا بھی وجود ہے میرا انکار نہیں ہوسکتا تو میرے خالق کا انکار بھی نہیں ہوسکتا اسی خالق اور پیدا کرنے والے کا نام "اللہ" ہے

تیسرا پہلو

مجھے انگلیاں ہیں ہاتھ پیر ہیں معدہ ہے دل و دماغ ہے سر ہے جسم ہے اعضاء جسم ہیں زبان سے بات کرتا ہوں آنکھ سے دیکھتا ہوں دماغ سے سوچتا ہوں معدہ میں ہضم ہوتا ہے ہاتھوں سے گرفت کرتا ہوں پیروں سے چلتا ہوں غرض کہ میری بھی ایک چھوٹی دنیا ہے اور اس دنیا پر میں ہی تنہا متصرف ہوں میرے ان اعمال میں میرا کوئی شریک نہیں اگر اسی چھوٹی سی دنیا میں کوئی اور حاکم اور متصرف ہوتا تو معلوم نہیں میرے جسم کا کیا حشر ہوجاتا ظاہر ہے کہ یہ چھوٹی سی دنیا تباہ و برباد ہوجاتی میں بھی اس حقیقت کو پا رہا ہوں اور دنیا والے بھی اس حقیقت کو پارہے ہیں اسی یافت کو وسیع کر لیا جائے اسی مثال سے حقیقت کا پتہ لگالیا جائے اس بڑی دنیا میں بھی اعضاء و جوارح کی طرح جمادات نباتات حیوانات انسان پھیلے ہوئے ہیں ان پر صرف ایک ہی ہستی کی حکومت ہے ایک ہی ذات کا تصرف ہے اس تصرف و حکومت میں قطعاً اس کا کوئی شریک نہیں ہے اسی متصرف اور حاکم مطلق ہستی کا نام "اللہ" ہے

چوتھا پہلو

میں ہوں مجھ میں مختلف صفات ہیں میرے مختلف اعضاء ہیں ہر عضو کا ایک تقاضہ ہے ان کے تقاضوں کی تکمیل نہ صرف عدل سے بلکہ میرا فرض ہے انکی تکمیل ہی میں میرا کمال ہے ورنہ مجھ میں نقص پیدا ہوجائے گا میری صفات معطل ہوجائیں گی اور اعضاء بیکار قرار پائیں گے ۔ مجھ میں طلب ہے

مطلوب کو چاہتا ہوں نظر ہے نظارے کی تلاش ہے مجھ میں عشق ہے معشوق کو چاہتا ہوں کان ہیں نغمات کا خواہاں ہوں زبان ہے گفتار کی آرزو ہے معدہ ہے غذا کی ضرورت ہے ہاتھ ہیں دستانوں کا تقاضہ کرتے ہیں دائیں ہاتھ میں کھانے کا تقاضہ پوشیدہ بائیں ہاتھ میں انجاس کی صفائی مضمر۔ یہ تقاضے ہر ایک کے واجبی ہیں اور انکی تکمیل بھی عین عدل ہے اب نہ کان بول سکتے ہیں نہ زبان سن سکتی ہے نہ ایک عضو کا تقاضہ دوسرے کی جگہ پورا کیا جاسکتا ہے اس خیر و شر کا مرکز میری ذات ہے جب یہ بات سمجھ میں آرہی ہے تو پھر اس کا انکار کس طرح کیا جاسکتا ہے۔ ذات الہٰی ہے اسکی مختلف صفات ہیں اسکے اسماء متقابلہ اور صفات متضادہ ہیں ہر اسم کا ایک حکم ہے اور ہر صفت کاا ایک تقاضہ اس ذات میں جلال بھی ہے جمال بھی لہذا ان تقاضوں کی تکمیل ذات باکمال کا عین عدل ہے ایسی صفت عدل رکھنے والی ذات کا نام "اللہ" ہے۔

فطرت اور عقل کی گواہی

انسان سراپا محتاج ہے اور احتیاجات کی تکمیل کے لئے جستجو اسکا فطری تقاضہ ہے اور ضروریات کی تکمیل کے لئے استعانت بھی اسکا فطری تقاضہ ہے۔ اسلئے خالق کائنات حاجت روائے دوجہاں کا اقرار بھی فطری اور اس کی عبادت اور اس سے استعانت بھی فطری ہے۔

عقلی پہلو سے ایک مثال

آدمی کسی ایسے شخص کی ماتحتی کو قبول کریگا جس سے اسکی ضروریات

کی تکمیل ہو یا ایسے کی جہاں اسکی ضرورتیں پوری نہ ہوں ظاہر ہے پہلے شخص کی ماتحتی محبوب اور پسندیدہ ہوگی چونکہ اللہ ہی وہ ذات ہے جو تمام خزانوں کی مالک اور مختار کل ہے اور وہی حاجت روائے دو جہاں ہے اسلئے خدا کا اقرار بھی فطری اسکی وحدانیت کا اقرار بھی فطری اسکی عبادت اور اس سے استعانت کا تعلق بھی فطری ہے لہذا تسلیم حق اور تسلیم توحید کے اس فطری تقاضہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

توحید کے تقاضے

جب اللہ کا معبود اور رب ہونا فطری ٹھیرا تو اب خود بخود یہ سوال قائم ہو گا کہ اسکی عبادت اور اس سے استعانت کا طریقہ کیا ہو اور حق تعالیٰ کن طریقوں سے راضی اور کن طریقوں سے ناراض ہوتے ہیں یہی وہ موقف ہے جسکی تفصیلات سمجھانے اور حق و باطل میں تمیز کرانے اور ہر شئ کے حدود سمجھانے کے لئے اللہ نے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا اور عبادت و استعانت کے طریقے سمجھائے جن کو تسلیم کرلینا اسلامی توحید کا مقتضاء ہے۔

مگر اسلام جس توحید کا اظہار کرتا ہے وہ ذات حق کا مبہم اقرر نہیں ہے بلکہ خدا کی سینکڑوں صفات حسنہ کی تفصیل بتلائی گئی ہے مثلاً یہ کہ محی و ممیت وہی ہے۔ نافع اور ضار وہی ہے۔ معز و مذل وہی ہے۔ رازق و حکیم وہی ہے قادر مطلق ہے بے شمار صفات کمال سے موصوف اور ہر عیب سے پاک ذات ہے مناسب ہو گا کہ اس جگہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اللہ کے اسماء و صفات معہ ترجمہ پیش کی جائیں۔

اللّٰہ؟

اسماء الٰہیہ اور معانی

۱	اللّٰہ	علم ہے اس ذات واجب الوجود کا جو تمام کمالات و محامد کی جامع ہے۔
۲	رحمن	تمام ظاہری نعمتیں دینے والا۔
۳	رحیم	دقیق نعمتیں دینے والا۔
۴	الملک	عزت و سلطنت اور ملک والا۔
۵	القدوس	نقائص و عیوب سے پاک۔
٦	السلام	وہ ذات جو عیب سے محفوظ اور جس کی صفات نقائص سے پاک ہوں۔
۷	المؤمن	جو اپنے بندوں سے کئے گئے وعدوں کو سچ کر دکھاتا ہے امن والا
۸	المھیمن	جو اپنی مخلوق کو قائم رکھنے والا ہے۔ جو ان کے اعمال، ارزاق، آجال پر پورا چھایا ہوا اور مطلع ہے

۹ العزیز	جو غالب ہو مغلوب نہ ہو۔
۱۰ الجبار	وہ ذات جس کی مشیت ہر ایک پر لامحالہ نافذ ہوتی ہے اور اس پر کسی کی نہیں چلتی۔
۱۱ المتکبر	جو مخلوق کی صفات سے بالاتر ہو۔
۱۲ الخالق	غیر موجود اشیاء کو وجود بخشنے والا۔
۱۳ الباری	جس نے مخلوق کو اس انداز سے پیدا کیا کہ اس کے نظام تخلیق میں کوئی خلل نہیں ہے۔
۱۴ المصور	وہ جو اپنی حکمت ازلی کے عین مطابق موجودات کے اقتضائات کو ظاہر کرے۔
۱۵ الغفار	بندوں کے عیوب اور گناہوں کو بخشنے والا۔
۱۶ القہار	جو تمام مخلوقات پر ہر طرح سے غالب ہو۔
۱۷ الوہاب	بغیر کسی عوض اور غرض کے بے حساب عطا کرنے والا۔
۱۸ الرزاق	مخلوق کو ظاہری و باطنی ہر قسم کا رزق دینے والا اور اسباب بھی پیدا کرنے والا۔ ظاہری مرزوق میں ماکولات مشروبات وغیرہ اور رزق باطنی میں علوم مکاشفات معارف وغیرہ۔
۱۹ الفتاح	جو اپنی ہر قسم کی مخلوق پر اپنی رحمت کے خزانے کھول دینے والا۔

۲۰ العلیم	ظاہر و باطن چھوٹی بڑی اول و آخر ہر قسم کی چیزوں کو بہ تمام و کمال جاننے والا۔
۲۱ القابض	اپنی پوری پوری حکمتوں کے ساتھ رزق کو روکنے والا اور اپنی عظمت مقدرت کے ساتھ ارواح کو قبض کرنے والا۔
۲۲ الباسط	وہ ذات جو اپنے فضل و کرم سے اپنی مخلوق اور بندوں پر رزق کو کشادہ کرنے والی ہے۔
۲۳ الخافض	جابروں کو کمزور اور کافروں کے اقتدار کو ختم کردینے والا۔
۲۴ الرافع	وہ ذات جو اپنے خاص بندوں دوستوں ایمان والوں کو عزت و سعادت کے ذریعہ قرب و مدد کے ساتھ رفعت دینے والی ہے۔
۲۵ المعز	وہ ذات جو اپنے بندوں اور مخلوق میں سے جس کو چاہے عزت دیتی ہے۔
۲۶ المذل	وہ ذات جو اپنے بندوں اور مخلوق میں سے جس کو چاہے ذلت دیتی ہے۔
۲۷ السمیع	وہ ذات جو ہر بات کو سنتی ہے چاہے وہ خفی سے خفی تر ہو۔
۲۸ البصیر	وہ ذات جو ہر حالت میں کھلی، چھپی ہر شئے کو دیکھنے

والی ہو۔

۲۹ الحکم — پوری پوری حکمت کے ساتھ تمام اشیاء پر اپنا اٹل فیصلہ کرنے والا۔

۳۰ العدل — ہر شئے کے ساتھ انصاف کرنے والا۔

۳۱ اللطیف — باریک و عمیق مصلحتوں کے ساتھ اپنے کام میں لطف و رفق برتنے والا۔

۳۲ الخبیر — جو کچھ ہوا، جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہو گا ان سب سے باخبر رہنے والا۔

۳۳ الحلیم — بردباری اور نرمی و مہلت سے پیش آنے والا جس کا کام مہمل نہیں ہوتا۔

۳۴ العظیم — جس کا مرتبہ حدو عقل سے بڑھ کر اور جس کی کنہ اور حقیقت عقلوں کی یافت سے برتر ہو۔

۳۵ الغفور — اپنے بندوں کے گناہوں کو بہت زیادہ معاف کرنے والا اور ان کے عیبوں پر بہت زیادہ پردہ ڈالنے والا۔

۳۶ الشکور — جو تھوڑی سی اطاعت پر زیادہ بدل اور درجات عطا کرنے والا۔

۳۷ العلی — وہ بلند ذات جو مرتبہ کے اعتبار سے سب سے بلند ہو

۳۸ الکبیر	کبریائی، بڑائی اور عظمت والا۔
۳۹ الحفیظ	جو اپنی مخلوق کی رعایت وحفاظت کرتا ہے اور اپنی عنایت سے اسے محفوظ رکھتا ہے۔
۳۹ المقیت	(کھانے پینے وغیرہ) ضروریات بدنی اور علم و معرفت ضروریات قلبی کا سامان کرنے والا۔
۴۰ الحسیب	وہ جو ہر ایک کا حساب کرکے برابر عطا کرنے والا اور کفایت کرنے والا۔
۴۱ الجلیل	جو جلالی اور بزرگانہ صفات سے متصف ہو۔
۴۲ الکریم	تنگی ہو تو وسعت دینے والا، وعدہ وفا کرنے والا، امید سے بھی بڑھ کر عنایت کرنے والا۔
۴۳ الرقیب	جس سے کوئی شئے غائب نہ ہو۔
۴۴ المجیب	مانگنے والوں کو بخشش کرنے والا اور مہربانیوں کے ساتھ دعائیں قبول کرنے والا۔
۴۵ الواسع	جس کا غنا، علم، رحمت وغیرہ ہر محتاج کے لئے وسیع ہو۔
۴۶ الحکیم	جو اپنے علم و ارادہ کے موافق اشیاء پر پر حکمت حکم چلاتا ہو۔

۴۷ الودود	اپنے بندوں پر بڑی رعایت کرنے والا اور اطاعت کرنے والے پر کثیر احسان کرنے والا
۴۸ المجید	اپنے فضل و کرم میں بے پناہ وسعتیں رکھنے والا۔
۴۹ الباعث	قیامت میں مخلوق کو زندہ کرنے والا، اصحاب قبور کو اٹھانے والا اور چھپی چیزوں کو ظاہر کردینے والا۔
۵۰ الشھید	جس سے کوئی چیز چھپی نہ ہو۔
۵۱ الحق	جو ثابت ہو موجود ہو اور کسی بھی صورت میں اس پر زوال، عدم اور تغیر نہ آتا ہو۔
۵۲ المبین	جو حق کو باطل سے ممیز کرنے والا ہو۔
۵۳ الوکیل	بندوں کی ضروریات کا کفیل اور اس کے اسباب بنانے والا۔
۵۴ القوی	جس کی قدرت میں کوئی کمی نہ ہو۔
۵۵ المتین	ایسا مضبوط کہ جس کے کاموں میں کوئی دقت و مشقت پیش نہیں آتی۔
۵۶ الولی	جو اپنے اور اپنے دین کے دوستوں کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کو ختم کردیتا ہے۔
۵۷ الحمید	جو ہر حال میں صاحب کمال اور موصوف بصفات حمیدہ ہے۔

۵۸ المحصی	جو ہر شئے کا شمار کئے ہوئے ہے۔
۵۹ المبدی	چیزوں کو عدم سے وجود میں لانے اور ظاہر کرنے والا۔
۶۰ المعید	وہ ذات جو مخلوق کو زندگی دینے کے بعد موت کی طرف لوٹاتی ہے اور مرنے کے بعد حیات کی طرف لوٹاتی ہے۔
۶۱ المحی	جو دنیا و آخرت کی دونوں زندگیوں میں مخلوق کو اور بندوں کو زندگی دینے والا۔
۶۲ الممیت	مخلوق کو زندگی بخشنے کے بعد پھر موت دینے والا۔
۶۳ الحی	وہ جو حیات مطلقہ سے موصوف ہو۔
۶۴ القیوم	دنیا کے تمام احوال کا مدبر اور امور خلق کو قائم رکھنے والا۔
۶۵ الواجد	وہ ذات جس سے کوئی چیز دور نہیں اور وہ اپنے غیر کا محتاج نہیں۔
۶۶ الماجد	بلند رتبہ کثیر خیر والا بڑی بزرگی والا۔
۶۷ الواحد	وہ ذات جو اپنی ذات میں یکتا ہے۔
۶۸ الصمد	وہ ذات جس کی طرف ساری ضروریات میں توجہ کی جاتی ہے اور تمام حاجات میں اسی کی طرف

قصد کیا جاتا ہے۔

۶۹ القادر	مخلوقات کی تمام حوائج کو بغیر عجز کے پورا کرنے پر قدرت رکھنے والا۔
۷۰ المقتدر	مخلوقات کی تمام ضروریات کا مالک۔
۷۱ المقدم	وہ ذات جو تمام اشیاء کو ان کے اپنے اپنے محل میں رکھتی ہے اور اپنی حکمت سے بعض کو بعض پر مقدم کرتی ہے۔
۷۲ الموخر	وہ ذات جو اپنی حکمت سے اشیاء میں سے ایک دوسرے پر موخر کرتی ہے۔ اور اس کے محل پر رکھتی ہے۔
۷۳ الاول	وہ قدیم ذات جو ہر چیز سے پہلے ہے۔
۷۴ الاخر	تمام مخلوقات کے فنا ہوجانے کے بعد بھی باقی رہے گی جس کی کوئی انتہا نہیں۔
۷۵ الظاهر	وہ ذات جس کا وجود مخلوقات سے ظاہر اور اس پر دلالت کرنے والا ہے۔
۷۶ الباطن	جو مخلوقات کی آنکھوں سے پوشیدہ اور حواس مدرکہ سے مخفی ہے۔
۷۷ الوالی	جو تمام مخلوقات کا مالک ہے اور اپنی تدبیر و قدرت سے تمام خلق کا متصرف و والی ہے۔

۷۸ المتعالی	جس کی شان برتر اور افترا پر دازوں کے افترا سے بلند ہے
۷۹ البر	اپنے لطف و کرم سے اپنے بندوں پر مہربانی کرنے والا۔
۸۰ التواب	گناہوں سے توبہ کرنے والوں اور اس کی طرف پلٹنے والوں کو بہت زیادہ معاف کرنے والا۔
۸۱ المنتقم	توبہ نہ کرنے والے گنہ گاروں کو سخت سزا اور بدلہ دینے والا۔
۸۲ العفو	اپنے فضل سے گنہ گار بندوں کو چھوڑ دینے والا۔
۸۳ الرؤوف	اپنے الطاف و عنایات کے ساتھ اپنے بندوں پر بے انتہاء رحم کرنے والا۔
۸۴ مالک الملک	وہ ذات جو اپنی مملکت کائنات میں اپنی مشیت سے جسے چاہے موجود یا معدوم کردے۔
۸۵ ذوالجلال والاکرام	عظمت و کبریائی والا اور نوازش کرنے والا۔
۸۶ المقسط	تمام کاموں میں انصاف کرنے والا اور ہر حقدار کو اس کا حق دینے والا۔
۸۷ الجامع	متبائن اور متضاد چیزوں کو جمع کرنے والا۔

۸۸ (المعطی ۔۸۹ المانع)

۹۰ الغنی	وہ ذات جو کسی کی کسی بھی چیز میں محتاج نہ ہو اور ہر ایک کو اس کی طرف احتیاج ہو۔
۹۱ المغنی	وہ ذات جو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے غنی اور بے نیاز کردے۔
۹۲ الضار	وہ ذات جو اپنی مخلوق میں سے جس پر چاہے ضرر کا فیصلہ کردے۔
۹۳ النافع	وہ ذات جو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہے نفع پہنچائے۔
۹۴ النور	جو اپنے سے ظاہر اور اپنے نور سے ہر چیز کو ظاہر کردے
۹۵ الهادی	جو اپنے بندوں کو اپنی راہ دکھائے اور اپنا طریق معلوم کرائے یہاں تک کہ وہ لوگ اس کی ربوبیت کا اقرار کرلیں۔
۹۶ البدیع	بغیر کسی سابقہ مثال کے پیش نظر رکھے انوکھے اور نئے طریق پر پیدا کرنے والا۔
۹۷ الباقی	جس کا وجود ابدی ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں۔
۹۸ الوارث	جو زمین اور اس پر کی تمام چیزوں کا اور ان تمام مخلوق کے فنا کے بعد بھی وارث ہو۔

۹۹ الرشید سیدھے راستے کی رہنمائی کرنے والااور مخلوق کوراہ حق پر چلانے والا۔

۱۰۰ الصبور وہ ذات جو نافرمانوں سے انتقام لینے میں عجلت نہیں کرتی بلکہ انھیں ایک مقررہ وقت تک ڈھیل دیتی ہے۔

چونکہ اعتقادی طور پر ہم نے اللہ کو خالق و مالک اور معبود اور رب تسلیم کیا ہے تو عبد و معبود کے درمیان ایک خصوصی تعلق قائم ہو گیا تو اب ہمیں اسی حیثیت سے زندگی بسر کرنی ہے کہ ہم جس کا حق اسے دیں گے گویا ہمارا عمل اس بات پر گواہ ہو کہ ہم نے اپنے رب کے منشاء کی تکمیل کی ہے اور ہمارا ہر عمل اس بات کی نشاندہی کرتا ہو کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں۔

کیفیات انسانی محبت خوف رضا بھروسہ اس طرح ان حالتوں کا تعلق دو طرح کا ہوتا ہے ایک مخلوق سے دوسرے خالق سے یعنی ایک تعلق اللہ کے ساتھ اور ایک تعلق مخلوقات کے ساتھ ان حالتوں میں اسلام کا تقاضہ یہ ہے کہ ان حالات میں جو درجہ خدا کے لئے مخصوص ہے وہ کسی اور کے لئے نہیں ہونا چاہیے۔ یہاں تک کہ جب دونوں جانب کی کیفیات یا نسبتیں ایک دوسرے کے مقابل ہو جائیں تو خدا کی محبت و عظمت توکل و رضاء اور شریعت کا تقاضہ غالب آجائے

الغرض فطرۃً ہو یا حکماً ہو یا اعتقاداً ہو یا عمل و حال کے اعتبار سے تمام جہتوں سے خدا کی وحدانیت اور اسکے تقاضوں کی تکمیل کو اپنی زندگی کی سب سے

بڑی سعادت سمجھے۔

بن تو جاتے ہیں تراشے ہوئے اصنام خدا
مجھ سے ہوگا نہ کسی اور کو سجدہ تیرا
تیرے فرمان کی تعمیل میں سجدہ کرکے
ہر اشارے پر جو مٹ جائے وہ بندہ تیرا

توحیدی شان۔ تمثیلاتِ وجدان

بچہ کا باپ ایک ہی ہوتا ہے بیوی کا شوہر ایک ہی ہوتا ہے اسی طرح اس کائنات کا چلانے والا ایک ہے مِلک اسی کی ہے مُلک اسی کا ہے بادشاہت اسی کی ہے وہ ہر طرح کی قدرت رکھنے والا ہے۔ بچہ باپ بیوی اور مخلوق تو احتیاجات اور نقائص رکھتے ہیں۔ اور اللہ کی ذات ان احتیاجات اور نقائص سے پاک ہے سبحان اللہ

کسی بس یا موٹر چلانے کے لئے ڈرائیور ایک ہی ہوتا ہے اگر ایک وقت میں ایک سے زیادہ ڈرائیور بس کو چلائیں گے تو مسافر ہلاک ہوجائیں گے بس حادثہ کا شکار ہوجائے گی سارا نظام درہم برہم ہوجائیگا۔ مثال کانہ نہیں ہوتی رہبری کیلئے ہوتی ہے۔ برابری کے لئے نہیں فہمائش کے اعتبار سے کافی ہے اسی طرح اللہ کی ذات اس کائنات کے نظام کو اصلاً چلانے والی اور سب سے زیادہ قدرت رکھنے والی ہے۔

کسی ملک کے ایک وقت میں دو بادشاہ نہیں ہوتے اگر ایسا ہوجائے تو ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوجائیگا اسی طرح وہ بادشاہ حقیقی ایک ہے جس کے ہاتھ میں ساری کائنات کی باگ ڈور ہے وہ ازلاً ابداً صفات کمال و قدرت سے موصوف ہے۔

توحید ایک ایماندار شخص کا سب سے پہلا اعتقاد ہے سعادت دارین توحید کے اقرار ہی سے وابستہ ہے اور فلاح دارین اسی سے وابستہ ہے قرآن و حدیث کی تعلیمات کا اہم حصہ اسی پر مشتمل ہے قرآن سے بے شمار دلائل و براہین پیش کئے جاسکتے ہیں فطرت سلیم بھی خدا کے ایک ہونے کو تسلیم کرتی ہے عقل و نقل کی روشنی بھی توحید باری کو ثابت کرتی ہے وجدان و فہم انسان بھی اسی اقرار و توحید ہی میں اطمینان پاتا ہے۔

مضمون کے مختصر ہونے کو ملحوظ رکھتے ہوئے چند دلائل پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

سلف صالحین پر اعتماد رکھنے والوں کے لئے اور تقلید کو باعث سعادت سمجھنے والوں کے لئے انبیاء علیہم السلام کا یہ مشترک پیغام بطور دلیل منقول کافی ہے جسے قرآن نے ان الفاظ میں سنایا ہے۔

دلیل منقول

و ما ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فعبدون

ہم نے آپ سے پہلے جتنے رسول بھیجے سب کی طرف یہی وحی نازل کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا صرف میری ہی عبادت کرو۔

دلیل عقلی

لو کان فیهما الھۃ الا اللہ لفسدتا یعنی اگر زمین و آسمان میں خدا کے سوا دوسرے بھی معبود ہوتے تو زمین و آسمان ٹوٹ پھوٹ جاتے۔

دلیل وجدانی

ھو الذی یسیر کم فی البر و البحر حتی اذا کنتم فی الفلک و جرین بھم بریح طیبۃ و فرحوابھا جائتھا ریح عاصف و جاء ھم الموج من کل مکان و ظنوا انھم احیط بھم دعو اللہ مخلصین لہ الدین لئن انجیتنا من ھذہ لنکونن من الشاکرین۔فلما انجاھم اذاھم یبغون فی االارض بغیر الحق۔

سورہ انبیاء اور سورہ یونس کی آیات نے عقل سلیم کو اعتقاد صحیح کی دعوت دی فلسفیوں کو حیرت میں ڈالدیا اور منطقیوں کی زبان گنگ کردی۔

اس مذکورہ آیت میں کہا گیا ہے کہ وہی خدا ہے جس نے تمہارے لئے خشکی اور تری میں چلنے پھرنے کا سامان کیا پھر جب تم کشتیوں میں سوار ہوتے ہو اور موافق ہوائیں چلنی شروع ہوتی ہیں اور تم اس سے خوش ہوتو اچانک تیز و تند ہواؤں کے جھکڑ چلنے شروع ہوجاتے ہیں اور سمندر کی موجیں انہیں چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں کہ اب گھر گئے تو مخلصانہ فرمانبرداری کے ساتھ اللہ ہی کو پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے اللہ اگر آ نے ہم کو اس مصیبت سے نجات دیدی تو ہم تیرے شکر گذار ہوں گے۔ لیکن جب اللہ تعالی نجات دیدیتا ہے تو ناحق بغاوت اور حد سے تجاوز کرنا شروع کردیتے ہیں۔

یہاں بھی تو وہاں بھی تو زمیں تیری فلک تیرا
چھپا یا کب کسی نے کوئی جلوہ آج تک تیرا
صفات وذات میں یکتا ہے تو اے قادر مطلق
نہ کوئی تیرا ثانی ہے نہ کوئی مشترک تیرا

انسانی کمزوریاں اور اللہ کے کمالات

انسان میں تین کمزوریاں ہیں ایک یہ کہ جگہ اس کو پوری دکھائی نہیں دیتی وہ جس مکان میں رہتا ہے وہ پورا دکھائی نہیں دیتا جسطرح ماں کے پیٹ میں ماں پوری دکھائی نہیں دیتی۔ بڑے بڑے دانشور جس مکان میں بیٹھکر میٹنگ کر رہے ہوتے ہیں انکو وہ عالی شان مکان پورا دکھائی نہیں دیتا مگر اللہ تعالی کو سارا عالم ایک ہی وقت میں دکھائی دیتا ہے۔

دوسرے یہ کہ انسان کو زمانہ (وقت) پورا دکھائی نہیں دیتا جو زمانہ گذر چکا وہ ہاتھ سے نکل چکا جو آنے والا ہے وہ اسکے سامنے نہیں ہے۔ آنے والا زمانہ ہمیشہ کا ہے۔ انسان کی منزل دنیا سے قبر اور قبر سے آخرت کی طرف بدلتی جاتی ہے مگر زمانہ ختم نہیں ہوگا اور راحت و تکلیف کے حالات بھی ختم نہیں ہوں گے آدمی کو موجودہ اور وہ بھی انتہائی محدود وقت دکھائی دیتا ہے مگر اللہ کے بارے میں ہمارا عقیدہ ہے کہ کروڑوں برس پہلے جو ہوا اور کروڑوں برس بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ حال کی صورت میں ہر آن اللہ کے علم میں اور ہر آن اس کے سامنے ہے۔

تیسری کمزوری انسان میں یہ ہے کہ وقت اور مکان تو پھر بھی کچھ نہ کچھ دکھائی دیتے ہیں لیکن تیسری چیز جو اسکو دکھائی نہیں دیتی وہ بے انتہا طاقت اور قدرت کے غیبی خزانے ہیں۔

خالق اور مخلوق کی طاقت کا بین فرق

مخلوق کے اندر جو طاقت ہے اس طاقت میں اور خالق کی طاقت میں انتہائی کھلا ہوا فرق ہے

طاقت اور خزانے دو قسم کے ہیں ایک وہ طاقت جس پر مخلوق کا نام آگیا جیسے لاٹھی، پستول، گن، بکتر بند، دبابے، میزائل، بم، ایٹم بم، کیمیائی ہتھیار، زہریلی گیس؛ وغیرہ یہ سب طاقتیں مخلوق ہیں یعنی بنی ہوئی طاقتیں ہیں

دوسری طاقت وہ ہے جو اللہ کی ذات میں ہے۔ یہ وہ طاقت ہے کہ بقیہ طاقتیں چاہے انسانی بنائی ہوئی مصنوعی طاقتیں ہوں یا قدرتی طور پر دنیا میں موجود چیزوں کی طاقتیں

یہ سب طاقتیں اللہ کی طاقت کے تحت اور اسکی قدرت کے تابع ہیں

پانی کی طاقت فرشتوں کی طاقت زمین کی طاقت آگ کی طاقت اور دیگر کائنات میں موجود طاقتیں سب اللہ کی طاقت کے تحت اور اسکی قدرت کے تابع ہیں ان سب کے پیچھے دراصل اللہ کا فیصلہ ہے اگر اللہ تعالی کا فیصلہ کسی کی زندگی بنانے کا ہے انہی ذرائع سے زندگی بنادیں یا اللہ کا فیصلہ اگر بگاڑنے کا

ہے تو کوئی بنا نہیں سکتا اور بننے بگڑنے کا ضابطہ تو بتلادیا گیا ہے۔

استعمال قدرت الٰہیہ کی تین صورتیں

خاص طور پر اللہ تعالی اپنی طاقت و قدرت تین صورتوں سے استعمال فرماتے ہیں۔

۱۔ قدرت کا استعمال شکلوں کے اندر

۲۔ قدرت کا استعمال شکلوں کے بغیر

۳۔ قدرت کا استعمال شکلوں کے مقابلے پر

پہلی صورت کی وضاحت یہ ہے مثلاً انڈے پر قدرت کا استعمال کر کے مرغی وجود میں لاتے ہیں پانی کے قطروں پر قدرت استعمال فرماکر جاندار وجود میں لاتے ہیں۔ غذا پر قدرت استعمال کر کے توانائی وجود میں لاتے ہیں بیج پر قدرت استعمال کر کے باغات وجود میں لاتے ہیں۔

دوسری صورت کی وضاحت یہ ہے مثلاً پہلا گیہوں گیہوں کے بغیر، پہلا پرندہ پرندے کے بغیر، پہلا جانور جانور کے بغیر، ہر وہ چیز جو اللہ نے پہلی بنائی وہ دوسری شکلوں کے بغیر بنائی اور جسطرح وہ پہلی شکل اپنی قدرت سے بغیر شکل کے بنائے ہیں اسی طرح بعد کی شکلوں کو بھی وہی بنا رہے ہیں۔

مثال (۱)۔ ایک شخص نے پہلی سیڑھی بنائی اسی طرح بعد میں جتنی

سیڑھیاں بنیں اسی بنانے والے نے بنائیں ایسا نہیں کہ پہلی سیڑھی تو معمار نے بنائی دوسری سیڑھی کو معمار نے نہیں بلکہ خود سیڑھی نے بنایا ہو۔

مثال (۲)۔ اللہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنی قدرت سے بنایا اسی طرح حضرت حوا علیہا السلام کو بھی اپنی قدرت سے بنایا حوا کو بنانے والے حضرت آدم نہیں۔

مثال (۳)۔ چلنے والی ٹرین جسمیں بے شمار ڈبے لگے ہوتے ہیں ظاہری آنکھ یہ فیصلہ کرتی ہے کہ پہلے والا ڈبہ بعد والے کو کھینچ رہا ہے حالانکہ ہر نمبر کی بوگی اور ڈبہ کو انجن کھینچتا ہے۔

اسی طرح کائنات کی ان شکلوں میں اصل خدا کا فیصلہ اور اسکی قدرت ہے اور ظاہر سے حقیقت تک رسائی اہم کام ہے۔ کہنے والے نے سچ کہا۔

اے اہل نظر ذوق نظر خوب ہے لیکن
جو شئ کی حقیقت کو نہ دیکھے وہ نظر کیا

جب یہ حقیقت پسندانہ نظر پیدا ہو جاتی ہے اور دل ایمان و یقین سے لبریز ہو جاتا ہے اور بے اختیار کہہ اٹھتا ہے۔

مرا چراغ تو نمرود بھی بجھا نہ سکا
مری اٹھان کو فرعون بھی دبا نہ سکا
مرے نقوش ابو جہل بھی مٹا نہ سکا
سرور عشق کبھی تلخیوں سے جا نہ سکا
مٹا کے ظلمت اوہام روشنی کی طرح
رہے ہیں سارے زمانہ میں زندگی کی طرح

تیسری صورت کی وضاحت یہ ہے مثلاً حضرت یوسف علیہ السلام بظاہر ذلت کی شکل میں تھے مگران کے مقابلے پر اللہ نے انکی عزت کا فیصلہ فرمایا

حضرت ابراھیم علیہ السلام بظاہر آگ میں ذلت کی شکل میں تھے باغ و گلزار بنا کر اللہ نے عزت عطا فرمائی۔

ہر اندھیرے سے ابھرتا ہے اجالا تیرا
بے سہاروں کو بھی ملتا ہے سہارا تیرا

یا منفی رخ جیسے قارون ۔۔۔ بظاہر عزت کی شکل میں تھا فرعون و ہامان بظاہر عزت کی شکل میں تھے ۔۔۔ لیکن حق تعالی نے شکلوں کے مقابلے پر قدرت کا استعمال کر کے انھیں ذلت و ناکامی میں مبتلا کر دیا۔

یہ کیا ہوا رنگ ہے پھولوں میں بو نہیں

کس نے میری بہار کو ویراں بنادیا

ان تمام صورتوں سے واضح ہوا کہ حق تعالی بڑی قدرت رکھنے والے ہیں ان اللہ علی کل شیئی قدیر

خدا کی مہماتی صفات کا مختصر اور جامع مفہوم

اول وحدانیت

یہ جاننا کہ اللہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اللہ کا شریک نہیں ۔ وہ قدیم اور ازلی ہے ۔ اس کا کوئی اول اور ابتداء نہیں ۔ وہ ابدی ہے ۔ اس کا کوئی آخر

اور انتہا نہیں۔ وہ قیوم ہے اسکو انقطاع نہیں۔ وہ دائم ہے اس کو کبھی فنا نہیں۔ ہمیشہ سے کمالات سے موصوف ہے اور ہمیشہ رہیگا۔

دوم تنزیہہ

یعنی یہ عقیدہ کہ وہ نہ صورت دار ہے نہ جوہر ذی مقدار ہے۔ نہ وہ کسی مقدار میں محدود ہے نہ اطراف و جوانب اسکو محیط ہیں۔ نہ آسمان و زمین اس کو گھیر سکتے ہیں۔ وہ عرش پر اس طرح ہے جس طرح کہ خود اس نے فرمایا۔ اور جس اعتبار سے کہ اللہ نے قصد کیا یعنی عرش کو چھونے اور اس پر جمنے اور جگہ پکڑنے اور اس میں حلول کرنے سے پاک ہے۔ عرش اس کو نہیں اٹھاتا بلکہ عرش اور حاملین عرش کو اللہ کی لطیف قدرت اٹھائے ہوئے ہے۔ اور سب اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔ اسکی فوقیت اس طرح کی ہے کہ نہ عرش سے قریب ہے اور نہ زمین سے دور بلکہ عرش اور آسمان سے نزدیک ہونے اور زمین اور خاک سے دور ہونے سے اللہ کے مراتب بلند ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ ہر چیز سے قریب ہے اور مخلوق کی رگ گردن سے بھی قریب ہے۔ اسکی نزدیکی اجسام کے نزدیک ہونے کے مشابہ نہیں۔ جس طرح اس کی ذات اجسام کی ذات سے مشابہ نہیں وہ اس بات سے برتر ہے کہ اس کا محیط کوئی مکان ہو جیسے اس بات سے پاک ہے کہ کوئی وقت اس کو گھیر سکے۔ بلکہ وہ مکان و زماں کے بننے سے پیشتر موجود تھا۔ اور اب بھی ویسا ہی ہے جیسا پہلے تھا۔ الان کما کان اسکی شان ہے۔ نہ حوادث اس میں حلول کریں نہ عوارض اس پر نزول کریں۔ وہ فنا اور زوال سے ہمیشہ منزہ رہتا ہے۔

زندگی اور قدرت

یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ تعالیٰ زندہ اور قادر ہے۔ وہ خواب سے نیند سے غفلت سے تھکاوٹ سے موت اور فنا سے پاک ہے۔ صفت حیات رکھنے والا ہے۔ وہی ملک و ملکوت والا اور عزت و جبروت کا مالک ہے۔ سلطنت و قہر اور خلق و امر سب اسی کا ہے تمام مخلوقات اسکی مٹھی میں ہیں۔ وہی خلق کو اور ان کے اعمال کو پیدا کرتا ہے۔ اسکی قدرت کی چیزوں کا احصاء نہیں ہوسکتا۔

علم و ارادہ

وہ اپنی ساری مخلوقات کو جانتا ہے اور کائنات کی ذرہ برابر بھی کوئی چیز اللہ سے پوشیدہ نہیں۔ چھپی کھلی تمام چیزوں سے واقف ہے۔ وہ دلوں کے وسوسوں اور خطرات پر مطلع ہے۔ اس کا علم قدیم اور ازلی ہے۔ اللہ کے ارادے کے تحت یہ اعتقاد کرنا ضروری ہے کہ اللہ نے کائنات کو اپنے ارادے سے بنایا۔ اور کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے خیر یا شر نفع یا ضرر زیادتی یا کمی کامیابی یا محرومی وہ سب اسکے حکم اور تقدیر و حکمت سے ہوتی ہے۔

جس چیز کو چاہا ہوئی نہ چاہا نہ ہوئی۔ کوئی پلک کا جھپکنا یا خطرے کا آنا اس کی چاہت سے باہر نہیں۔ کوئی اللہ کے حکم کو رد کرنے والا نہیں۔ سارے جنات شیاطین انسان اور فرشتے سب ملکر کسی ذرے کو بغیر اس کے ارادے کے حرکت یا سکون نہیں دے سکتے۔ اس کا ارادہ بھی اس کی اور صفات کے ساتھ اس کی ذات سے قائم ہے۔ وہ جس چیز کے بارے میں جیسا ارادہ کرتا ہے اسی طرح بغیر تقدیم و تاخیر کے اپنے اپنے وقت میں ظاہر ہوجاتا ہے۔

سننا دیکھنا

یعنی یہ اعتقاد کرنا کہ اللہ سمیع و بصیر ہے۔ کوئی سننے کی چیز کیسی ہی خفیہ ہو اور دیکھنے کی چیز کیسی ہی باریک ہو اسکے سننے اور دیکھنے سے بچ نہیں سکتے۔

ایک اہم بات

اللہ کے علیم ہونے کا اعتقاد افکار درست کردیتا ہے اور اللہ کے سمیع ہونے کا اعتقاد گفتار ٹھیک کردیتا ہے اور اللہ کے بصیر ہونے کا اعتقاد کردار کو درست کردیتا ہے۔

لوگوں کی گمراہی کے تین سبب

حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں توحید کے بارے میں بہت وضاحت فرمائی ہے اسکے چند اشارے ہم یہاں آپ کو دے رہے ہیں۔

اہل حق نے ہمیشہ توحید کی تعلیم دی مگر اس باب میں عموما تین اسباب سے غلط فہمیاں اور گمراہیاں پیدا ہوئیں۔

۱۔ جسمانی تشبیہ و تمثیل

۲۔ صفات کو ذات سے الگ اور مستقل ماننا

۳۔ افعال کی نیرنگیوں سے دھوکہ کھانا۔

ان تینوں چیزوں کی مختصر وضاحت اسطرح ہے کہ دیگر قومیں ہندو فرقے

اور غیر اسلامی لوگوں نے کج فہمی لاعلمی اور توہمات و تخیلات سے خدا کو مجسم سمجھ لیا تشبیہیں تمثیلیں خدا بنالی گئیں کسی نے عورت کو کسی نے مرد کو کسی نے سانپ کو کسی نے پانی کو کسی نے سورج کو کسی نے تلسی اور پیپل کو کسی نے کسی کو خدا کا روپ سمجھا کسی نے نفع و ضرر کے مظاہر کو اصل خدا سمجھا۔ قرآن اور اسلام نے ان توہمات کو ختم کیا۔ " لیس کمثلہ شیئی " کا اعلان کیا۔

خدا کو جسم اور جسمانی تقاضوں سے پاک بتایا۔ سورہ اخلاص نازل فرما کر توحید کی جامع ترین تعلیم فرمائی۔ اور کہا کہ اللہ ایک ہے۔ اللہ ہر چیز سے بے نیاز ہے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں۔ سب کے سب اسکے محتاج ہیں۔ نہ وہ جنا گیا اور نہ اسکی اولاد ہے نہ ماں باپ۔ وہ رشتہ ناتوں سے پاک ہے اسکے برابر کوئی نہیں۔ نہ عالم علوی میں نہ عالم سفلی میں۔ نہ عالم مادی میں۔ نہ عالم روحانی میں۔ نہ عالم کثافت میں نہ عالم لطافت میں۔ نہ عالم ظلمات میں نہ عالم انوار میں۔ نہ عالم جماد و نبات میں نہ عالم حیوان و انسان میں۔ نہ عالم ملائکہ میں نہ عالم ارواح میں۔ وہ ایسی ذات ہے نہ اسکا کوئی شریک ہے نہ ساتھی نہ مقابل ہے نہ ند۔ اسکی کوئی صورت ہے نہ شکل۔ نہ ہیئت ہے نہ ہیکل۔ نہ اسکی حد ہے نہ نہایت۔ نہ اسکی بدائیت ہے نہ غایت وہ بے رنگ و بے کیف ہے۔ قید زماں و مکاں سے آزاد ہے۔ اسکی ماہیت کو نہیں پایا جاسکتا۔ اور آخرت میں ذات خداوندی کی دید ہوگی اور اس دنیا میں آثار سے افعال سے صفات سے اسے جانا مانا پہچانا پایا جائیگا۔

توحید کی ایک خاص اور سنہری تعلیم اسلام کی دین اور محمد صلی اللہ علیہ و سلم کا صدقہ ہے۔

توحید کے عقیدہ میں دوسری چیز جس کے ذریعہ سے لوگ غلط فہمیوں میں مبتلا ہوئے وہ صفات الہیہ ہیں۔

نادانی یا غلط فہمی سے دیگر اقوام نے یہ سمجھا کہ صفات الہیہ ذات الہٰی سے الگ مستقل وجود رکھتی ہیں۔ اسطرح بندوں نے خدا کی ہر صفت کو مستقل وجود تسلیم کیا اسطرح ان کے نزدیک خداؤں کا لاتعداد لشکر ہو گیا۔ سینکڑوں ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں خدا ہو گئے۔ پھر انھوں نے صفت کو ظاہر کرنے کیلئے اسکی ایک جسمانی شکل دی۔ تشبیہہ اور تمثیل نے تجسیم کی ترغیب دی۔ مورتیاں بنائی گئیں بت پرستی عام ہوئی۔

اسلام نے اس غلطی کو دور کیا اور بتایا کہ ساری صفات حسنہ سارے کمالات تمام خوبیاں صرف ایک ہی ذات میں ہیں جو اللہ ہے فلہ الاسماء الحسنی سب اچھے نام اسی کیلئے ہیں۔

صفات کے تعدد سے موصوف میں تعدد نہیں آتا۔

تیسری بات جس کے ذریعے توحید کو سمجھنے میں لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے وہ افعال الہٰی ہیں۔ مارنا جلانا محبت ڈالنا عداوت ڈالنا ان مختلف کاموں کی کروانے والی مختلف ہستیاں ہیں گویا ہر ہر کام کے سینکڑوں خدا بنالئے گئے۔

اسلام یہ بتاتا ہے کہ فاعل حقیقی اللہ تعالی ہیں۔ افعال کی دو بڑی قسمیں

ہیں ایک خیر دوسرے شر۔ مگر کوئی اس غلط خیال سے کہ ایک ہی ذات سے خیر و شر کی دو متضاد کام نہیں ہوسکتے اسلئے خیر کا خدا الگ اور شر کا خدا الگ تسلیم کیا۔ اسلام نے اس غلطی کا پردہ چاک کیا اور بتایا کہ کوئی شئ اپنی اصل کے لحاظ سے نہ خیر ہے نہ شر۔ خیر و شر انسانوں کے صحیح یا غلط استعمال سے بن جاتے ہیں۔

مثال (۱)۔ آگ اپنی اصل کے لحاظ سے نہ خیر ہے نہ شر۔ اگر اس سے کھانا پکاؤ انجن چلاؤ تو خیر ہے اور اگر اسی سے کسی کا گھر جلاؤ تو شر ہے۔

مثال (۲)۔ چاقو یہ خود خیر ہے نہ شر۔ اگر اس سے پھل پھلاری ترکاری وغیرہ کاٹیں تو خیر اور ناحق کسی کی گردن کاٹیں تو شر۔

مثال (۳)۔ تاریکی یہ اپنی اصل کے لحاظ سے نہ خیر ہے نہ شر۔ اگر اسی تاریکی میں چوری کرو تو شر اور آرام سکون اور راحت کا ذریعہ بنو تو خیر۔

الغرض اسلام یہ بتاتا ہے کہ خیر و شر اللہ ہی کے ہاتھ میں ہیں۔ ہدایت و ضلالت اسی کی طرف سے ہیں ہم اپنے طور پر غلط راہ پر چلیں تو ضلالت اور صحیح راہ پر چلیں تو ہدایت۔ چیز کو صحیح مصرف میں استعمال کیا تو خیر اور غلط استعمال کیا تو شر۔ ان حقیقتوں کے واضح ہوجانے کے بعد خیر و شر دو متضاد چیزوں کا منجانب اللہ ہونے کا انکار کرکے خیر کا خدا الگ اور شر کا خدا الگ سمجھنا اور "اہرمن" "یزداں" کی تقسیم کرنا بڑی نادانی ہے۔ سبحان اللہ عما یشرکون پس خدا ہی کیلئے سب خوبی ہے جو رب ہے آسمانوں کا اور رب ہے زمین کا اور رب ہے سارے جہانوں کا اور اسی کو ہے سب بڑائی اسمانوں اور زمین میں اور

وہی زبردست حکمت والا ہے۔

آیات الٰہیہ۔ آیات قرآنیہ

(۱) و من آیا ته ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیها وجعل بینکم مودة و رحمة ان فی ذالک لایات لقوم یتفکرون۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے اس نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تمکو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی پیدا کی۔ اسمیں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں۔

(۲) ومن آیاته خلق السموت والارض واختلاف السنتکم و الوانکم ان فی ذالک لایات للعلمین۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان اور زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب و لہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا ہے اسمیں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

(۳) و من آیاته مناصکم بالیل والنهار وابتغاء کم من فضله ان فی ذالک لایات لقوم یسمعون۔ اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا اوڑھنا لیٹنا ہے رات میں اور دن میں اور اسکی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے اسمیں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں۔

(۴) ومن آیاته یریکم البرق خوفا و طمعا و ینزل من السماء ماء فیحی به االارمن بعد موتها ان فی ذالک لایات لقوم یعقلون۔ (۲۔۲۱ ع ۲)
اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تمکو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا

ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اسی سے زمین کو اس کے مردہ ہوجانے کے بعد زندہ کردیتا ہے اسمیں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں۔

(۵) اللہ الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیه والنهار مبصرا ان اللہ لذو فضل علی الناس ولکن اکثر الناس لایشکرون۔ اللہ ہی ہے جس نے تمہارے نفع کے لئے رات بنائی تاکہ تم اسمیں آرام کرو اور اسی نے دیکھنے کے لئے روشن دن بنایا بیشک اللہ کا لوگوں پر بڑا فضل ہے لیکن اکثر آدمی ان نعمتوں کا شکر نہیں کرتے۔

(۶) ذالکم اللہ ربکم خالق کل شیئی لااله الا هو فانی تؤفکون۔ یہ اللہ ہے تمہارا رب ہر چیز پیدا کرنے والا اسکے سوا کوئی معبود نہیں تم لوگ شرک کرکے کہاں الٹے چلے جارہے ہو۔

(۷) اللہ الذی جعل لکم الارض قرارا والسماء بناء وصورکم فاحسن صورکم ورزقکم من الطیبات ذالکم اللہ ربکم فتبارک اللہ رب العلمین۔ اللہ ہی ہے جس نے زمین کو مخلوق کی قرار گاہ بنایا اور آسمان کو مثل چھت کے بنایا اور تمہارا نقشہ بنایا سو عمدہ نقشہ بنایا اور تمکو عمدہ عمدہ چیزیں کھانے کو دیں۔ پس یہ اللہ ہے تمہارا رب۔ بڑا عالی شان ہے وہ اللہ جو سارے جہانوں کا پروردگار ہے۔

(۸) هوالذی خلقکم من تراب ثم من نطفة ثم من علقة ثم یخرجکم طفلا ثم لتبلغوا اشدکم ثم لتکونوا شیوخا۔ ومنکم من یتوفی من

من قبل ولتبلغوا اجلا مسمی و لعلکم تعقلون۔ وہی ہے جس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر خون کے لوتھڑے سے پھر تم کو بچہ کرکے ماں کے پیٹ سے نکالتا ہے پھر تم کو زندہ رکھتا ہے تاکہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر تاکہ تم بوڑھے ہوجاؤ اور کوئی تم میں سے پہلے ہی مرجاتا ہے اور تاکہ تم سب اپنے اپنے وقت مقرر تک پہنچ جاؤ اور یہ سب کچھ اس لئے کیا گیا تاکہ تم لوگ سمجھو۔

(۹) اللہ الذی جعل لکم الانعام لترکبوا منھا و منھا تاکلون اللہ ہی ہے جس نے تمہارے لئے مویشی بنائے تاکہ ان میں بعض سے سواری لو اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں کہ انکو کھاتے بھی ہو۔

(۱۰) وھوالذی ینزل الغیث من بعد ما قنطوا و ینشر رحمۃ وھوالولی الحمید ۔ اور وہ ایسا ہے جو لوگوں کے ناامید ہوجانے کے بعد بارش برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ سب کا کارساز قابل حمد ہے۔

(۱۱) و من آیاتہ الجوار فی البحر کالا علام ۔ ان یشاء یسکن الریح فیظللن رواکد علی ظھرہ ۔ ان فی ذالک لایات لکل صبار شکور۔ اور اسکی نشانیوں کے جہاز ہیں ۔ سمندر میں ایسے اونچے جیسے پہاڑ اگر وہ چاہے ہوا کو ٹھہرادے تو وہ بحری جہاز سمندر کی سطح پر کھڑے کے کھڑے رہ جائیں بیشک اسمیں نشانیاں ہیں ہر صابر شاکر کے لئے۔

(۱۲) وربک یعلم ماتکن صدورھم ومایعلنون وھواللہ لاالہ الاھو لہ الحمد فی الاولی والاخرۃ ولہ الحکم والیہ ترجعون۔ اور آپ کا رب سب چیزوں کی خبر رکھتا ہے جو ان کے دلوں میں پوشیدہ رہتا ہے اور جس کو یہ

یہ ظاہر کرتے ہیں اور اللہ وہی کامل الصفات ہے اسکے سوا کوئی لائق عبادت نہیں حمد و ثنا کے لائق دنیا اور آخرت میں وہی ہے اور حکومت بھی اسی کی ہوگی حکم بھی اسی کا ہے اور تم سب اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔

(۱۳) قل ارایتکم ان جعل اللّٰہ علیکم للیل سرمد الی یوم القیامہ من الہ غیر اللّٰہ یاتیکم بضیاء۔ الی یوم القیامہ من الہ غیر اللّٰہ یاتیکم بضیاء افلا تسمعون قل ارایتم ان جعل اللّٰہ علیکم النہار سرمدا الی یوم القیامہ من الہ غیر اللّٰہ یاتیکم بلیل لتسکنو فیہ افلا تبصرون۔ آپ ان لوگوں سے کہئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر اللہ تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک رات ہی رہنے دے تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے روشنی کو لے آئے کیا تم توحید کے ایسے صاف دلائل کو سنتے نہیں۔ آپ کہئے کہ بھلا یہ تو بتلاؤ اگر اللہ تعالی تم پر ہمیشہ کے لئے قیامت تک دن ہی رہنے دے تو خدا کے سوا وہ کونسا معبود ہے جو تمہارے لئے رات کو لے آئے جسمیں تم آرام پاؤ کیا تم ان شواہد قدرت کو دیکھتے نہیں۔

(۱۴) یا ایھاالناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم والذین من قبلکم لعلم تتقون۔ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء و انزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم فلا تجعلو اللّٰہ اندادا وانتم تعلمون۔ اے لوگو عبادت اختیار کرو اپنے پروردگار کی جسنے تمکو پیدا کیا اور ان لوگوں کو بھی کہ تم سے پہلے گذر چکے ہیں عجب نہیں کہ تم دوزخ سے بچ جاؤ وہ ذات پاک ایسی ہے جسنے بنایا تمہارے لئے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت اور برسایا آسمان سے پانی پھر پردہ عدم سے نکالا بذریعہ اس پانی کے پھلوں کی غذا کو تم لوگوں کے

واسطے تو اب مت ٹھیراؤ اللہ پاک کے مقابل اور تم جانتے بوجھتے ہو۔

(۱۵) لایضل ربی ولا ینسی۔ الذی جعل لکم الارض مھدا وسلک لکم فیھا سبلا وانزل من السماء ماء فاخرجنا بہ ازواجا من نبات شتی۔ کلوا وارعوا انعامکم ان فی ذالک لایات لاولی النھی۔ میرا رب نہ غلطی کرتا ہے اور نہ بھولتا ہے۔ وہ رب ایسا ہے جس نے تم لوگوں کے لئے زمین کو مثل فرش کے بنایا۔ اس زمین میں تمہارے چلنے کے واسطے راستے بنائے اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر ہم نے اس پانی کے ذریعہ مختلف اقسام کے نباتات پیدا کئے اور تمکو اجازت دی کہ خود بھی کھاؤ اور اپنے مویشیوں کو بھی چراؤ ان سب چیزوں میں اہل عقل کے واسطے قدرت الہیہ کی نشانیاں ہیں۔

(۱۶) وھوالذی انشا جنت معروشت وغیر معروشت والنخل والزرع مختلفا اکلہ والزیتون والرمان متشابھا وغیر متشابہ۔ اور وہی اللہ پاک ہے جسنے باغات پیدا کئے وہ بھی جو ٹٹیوں پر چڑھائے جاتے ہیں جیسے انگور اور وہ بھی جو ٹٹیوں پر نہیں چڑھائے جاتے اور کھجور کے درخت اور کھیتی جن میں کھانے کی چیزیں مختلف طور کی ہوتی ہیں اور زیتون اور انار باہم ایک دوسرے سے مشابہ بھی ہوتے ہیں اور کبھی ایک دوسرے سے مشابہ نہیں بھی ہوتے۔

(۱۷) (قل من رب السموت السبع ورب العرش العظیم۔ سیقولون للہ قل افلا تتقون قل من بیدہ ملکوت کل شیئی وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون۔ سیقولون للہ۔ قل فانی تسحرون۔ اور آپ یہ بھی کہئے کہ اچھا یہ بتلاؤ کہ سات آسمانوں کا مالک اور اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے وہ ضرور یہی جواب دیں گے یہ بھی سب اللہ کا ہے اسوقت آپ کہئے کہ پھر تم

تم اس سے کیوں نہیں ڈرتے ۔ آپ ان سے یہ بھی کہئے کہ اچھا وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں تمام چیزوں کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلے میں کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا اگر تمکو کچھ خبر ہے تب بھی جواب میں وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ ہی کی ہیں ۔ آپ اسوقت کہئے کہ پھر تمکو کیسا خبط ہوتا ہے ۔

(۱۸) تبرک الذی نزل الفرقان علٰی عبدہ لیکون للعلمین نذیرا (پ ۱۸ ع ۱۶) بڑی عالیشان ذات ہے جس نے یہ فیصلہ کی کتاب یعنی قرآن اپنے بندہ خاص یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی تاکہ وہ بندہ تمام دنیا جہان والوں کے لئے ڈرانے والا ہو ۔

(۱۹) ھو الذی جعل لکم الیل لتسکنوا فیہ والنھار مبصرا ان فی ذالک لایات لقوم یسمعون (پ ۱۱ ع ۱۲) وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اس میں آرام کرو اور دن بھی اس طور پر بنایا کہ بوجہ روشن ہونے کے دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے اسکے بنانے میں دلائل توحید ہیں ان لوگوں کے لئے جو تدبیر کے ساتھ ان مضامین کو سنتے ہیں ۔

(۲۰) اللہ الذی خلقلم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا و شیبۃ یخلق مایشاء و ھو العلیم القدیر (پ ۲۱ ع ۹) اللہ ایسا ہے جس نے تمکو ناتوانی کی حالت میں بنایا ۔ پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد ضعف اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ جاننے والا قدرت رکھنے والا ہے ۔

(۲۱) اللہ الذی خلقکم ثم رزقکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ھل من شرکاء کم من یفعل من ذالکم من شیئی سبحانہ وتعالی عمایشرکون (پ ۲۱ ع ۷) اللہ ہی وہ ہے جسنے تمکو پیدا کیا پھر تم کو رزق دیا پھر تم کو موت دیتا ہے پھر تمکو جِلائے گا کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کرسکے۔

(۲۲) وھوالذی احیاکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ان الانسان لکفور (پ ۱۷ ع ۱۲) اور وہی ہے جس نے تمکو زندگی دی پھر وقت موعود پر تمکو موت دیگا پھر قیامت میں دوبارہ تمکو زندہ کریگا واقعی انسان بڑا ناقدرا ہے

(۲۳) اللہ الذی خلق السموت والارض وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقالکم وسخر لکم الفلک لتجری فی البحر بامرہ وسخر لکم الانھار وسخر لکم الشمس والقمر دائبین وسخر لکم اللیل النھار۔ وآتاکم من کل ما سئلتموہ۔ وان تعدو نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار۔ (پ ۱۳ ع ۱۷) اللہ ایسا ہیکہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا پھر اس پانی سے پھلوں کی قسم سے تمہارے لئے رزق پیدا کیا اور تمہارے نفع کے واسطے کشتی اور جہاز کو مسخر کیا تاکہ وہ خدا کے حکم و قدرت سے دریا میں چلے اور تمہارے نفع کے واسطے نہروں کو مسخر بنایا اور تمہارے نفع کے واسطے سورج اور چاند کو مسخر بنایا جو ہمیشہ چلنے میں رہتے ہیں اور تمارے نفع کے واسطے رات اور دن کو (اپنی قدرت کا) مسخر بنایا اور جو جو چیز تم نے مانگی تمکو ہر چیز دی اور اللہ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لاسکتے مگر سچ یہ ہے کہ آدمی بہت ہی بے انصاف اور بڑا ہی ناشکرا ہے۔

(۲۴) ان ربکم اللہ الذی خلق السموت والارض فی ستۃ ایام ثم استوی علی العرش یغشی اللیل النہار یطلبہ حثیثا والشمس والقمر مسخرات بامرہ الالہ الخلق والامر تبرک اللہ رب العلمین۔ بیشک تمہارا رب اللہ ہی ہے جس نے سب آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا پھر عرش پر قائم ہوا۔ چھپا دیتا ہے شب سے دن کو ایسے طور پر کہ وہ شب اس دن کو جلدی سے آلیتی ہے اور سورج اور چاند اور دوسرے ستاروں کو پیدا کیا ایسے طور پر کہ اس کے حکم کے تابع ہیں یاد رکھو اللہ ہی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا بڑی خوبیوں والے ہیں وہ اللہ جو تمام عوالم کے پروردگار ہیں۔

(۲۵) وھوالذی یرسل الریح بشرا بین یدی رحمتہ حتی اذا اقلت سحابا ثقالا سقنہ لبلد میت فانزلنا بہ الماء فاخرجنا بہ من کل الثمرات کذالک نخرج الموتی لعلم تذکرون۔ (پ ۸ ع ۱۴) اور وہ اللہ ایسا ہے کہ اپنے باران رحمت سے پہلے ہواؤں کو بھیجتا ہیکہ وہ خوش کردیتی ہیں یہاں تک کہ جب وہ بھاری بادلوں کو اٹھالیتی ہیں تو ہم اس بادل کو کسی خشک سرزمین کیطرف ہانک لے جاتے ہیں پھر اس بادل سے پانی برساتے ہیں پھر اس پانی سے ہر قسم کے پھل نکالتے ہیں یوں ہی ہم مردوں کو نکال کھڑا کریں گے تاکہ تم سمجھو۔

(۲۶) تبرک الذی جعل فی السماء بروجا وجعل فیھا سراجا و قمرامنیرا وھوالذی جعل اللیل والنہار خلفۃ لمن ارادان یذکر او اراد شکورا (پ ۱۹ ع ۴) وہ ذات بہت عالی شان ہے جس نے آسمان میں بڑے بڑے ستارے بنائے اور اس آسمان میں ایک ایک چراغ یعنی آفتاب اور

نورانی چاند بنایا۔ اور وہ ایسا ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اور یہ دلائل اس شخص کیلئے ہیں جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔

(۲۷) قل هو الذی انشاکم وجعل لکم السمع والابصار والافئدة قلیلا ما تشکرون (پ ۲۹ ع ۲) آپ ان سے کہئے وہ ایسا قدرت والا اور انعام کرنے والا اور نعمتوں والا ہے کہ جس نے تم کو پیدا کیا اور تم کو کان اور آنکھیں اور دل دئے مگر تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو۔

(۲۸) واللّٰہ جعل لکم من انفسکم ازواجا وجعل لکم من ازواجکم بنین وحفدة ورزقکم من الطیبات افبالباطل یؤمنون و بنعمة اللّٰہ یکفرون (پ ۱۴ ع ۱۲) اور اللہ تعالی نے تم ہی میں سے تمہارے لئے بیویاں بنائیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوترے پیدا کئے اور تمہیں اچھی اچھی چیزیں کھانے پینے کو دیں۔ کیا پھر بھی بے بنیاد چیز پر ایمان رکھیں گے اور اللہ کی نعمت کی ناشکری کرتے رہیں گے۔

(۲۹) واللّٰہ جعل لکم من بیوتکم سکنا وجعل لکم من جلود نعام بیوتا تستخفونها یوم ظعنکم ویوم اقامتکم ۔ ومن اصوافها واوبارها واشعارها اثاثا ومتاعا الی حین۔ واللّٰہ جعل لکم مما خلق ظلالا وجعل لکم من الجبال اکنانا وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر و سرابیل تقیکم باسکم کذالک یتم نعمته علیکم لعلکم تسلمون (پ ۱۴ ع ۱۷) اور اللہ نے تمہارے واسطے اپنے گھروں میں رہنے کی جگہ بنائی اور تمہارے لئے جانوروں کی کھال کے گھر بنائے جن کو تم اپنے کوچ کے دن اور مقام کے دن ہلکا پھلکا پاتے ہو اور ان

کی اون اور ان کے روؤں اور انکے بالوں سے گھر کا سامان اور فائدہ کی چیزیں ایک مدت تک کیلئے بنائیں اور اللہ نے تمہارے لئے اپنی بعض مخلوقات کے سائے بنائے اور تمہارے لئے پہاڑوں سے پناہ کی جگہ بنائی اور تمہارے لئے ایسے کرتے بنائے جو گرمی سے تمہاری حفاظت کریں اور ایسے کرتے بنائے جو تمہاری لڑائی سے تمہاری حفاظت کریں اللہ تعالی تم پر اسی طرح اپنی نعمتیں پوری کرتا ہے تاکہ تم فرمانبردار رہو۔

(۳۰) هو الذی خلق لکم من طین ثم قضی اجلا و اجل مسمی عنده ثم انتم تمترون (پ ۷ ع ۷) وہ ایسا ہے جس نے تم کو مٹی سے بنایا پھر ایک وقت متعین کیا اور دوسرا متعین وقت خاص اللہ ہی کے نزدیک ہے پھر بھی تم شک کرتے ہو

(۳۱) ان اللہ فالق الحب والنوی یخرج الحی من المیت و مخرج المیت من الحی ذالکم اللہ فانی تؤفکون فالق الاصباح و جعل اللیل سکنا والشمس والقمر حسبانا ذالک تقدیر العزیز العلیم وھوالذی جعل لکم النجوم لتھتدوابھا فی ظلمات البر والبحر قد فصلنا الایات لقوم یعلمون وھوالذی انشاء کم من نفس واحدۃ فمستقر ومستودع قد فصلنا الایات لقوم یفقھون وھوالذی انزل من السماء ماء فاخرجنا بہ نبات کل شئی فاخرجنا منہ خضرا نخرج منہ حبا متراکبا و من النخل من طلعھا قنوان دانیہ وجنت من اعناب والزیتون والرمان مشتبھا و غیر متشابہ انظروا الی ثمرہ اذا اثمر وینعہ ان فی ذالک لایات لقوم یؤمنون۔ بیشک اللہ پھاڑنے والا ہے دانے اور گٹھلیوں کو وہ جاندار چیز کو بے جان چیز سے نکال لاتا

ہے اور وہ بے جان چیز کو جاندار چیز سے نکالنے والا ہے اللہ یہی ہے تم کہاں الٹے چلے جارہے ہو۔ وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا اور سورج اور چاند کی رفتار کو حساب سے رکھا ہے۔ یہ ٹھیرائی ہوئی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے۔ اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تمہارے فائدے کے لئے ستاروں کو پیدا کیا تاکہ تم ان کے ذریعے سے خشکی اور دریا کے اندھیروں میں راستہ معلوم کرسکو۔ بیشک ھم نے دلائل خوب واضح کر کے بیان کر دئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو خبر رکھتے ہیں اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے تم سب کو اصل میں ایک شخص سے پیدا کیا پھر ایک جگہ زیادہ رہنے کی ہے اور ایک جگہ کچھ رہنے کی ہے۔ بیشک ہم نے دلائل خوب کھول کھول کر بیان کردئے ہیں ان لوگوں کے لئے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور وہ ایسا ہے جس نے پانی برسایا آسمان سے پھر ہم نے اسکے ذریعے سے ہر قسم کے نباتات نکالے پھر ہم نے اس سے سبز شاخ نکالی کہ ہم اس سے اوپر تلے چڑھے ہوئے دانے نکالتے ہیں اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں سے خوشے نکالتے ہیں جو مارے بوجھ کے نیچے کو لٹک جاتے ہیں اور انگوروں کے باغ اور زیتون اور انار کے درخت پیدا کئے جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوتے ہیں اور جو ایک دوسرے سے ملتے جلتے نہیں ہوتے ہیں۔ ذرا ہر ایک کے پھل کو تو دیکھو جب وہ پھلتا ہے پھر اس کے پکنے کو دیکھو ان میں بھی دلائل توحید موجود ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لانے کی فکر رکھتے ہیں۔

اللہ کو پہچاننے کا ایک اہم اور سادہ طریقہ

اسکو جاننے اور پہچاننے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ ہمارے پاس جو چیزیں ہیں ان پر غور کیا جائے اور دیکھا جائے کہ انکا اور ہمارا باہمی ربط اور تعلق کیا ہے مثال کے طور پر چند چیزیں پیش نظر رکھیں۔ ٹوپی کرتہ شملہ صدری رومال وغیرہ۔ غور کیجئے ان چیزوں کا اور آپ کا تعلق یہ ہے کہ یہ چیزیں بنی ہوئی ہیں اور آپ ان کے بنانے والے ہیں۔ دوسرا تعلق یہ ہے کہ یہ آپکی مملوکہ ہیں اور آپ ان کے مالک ہیں۔ تیسرا تعلق یہ ہے کہ یہ آپکی محکومہ ہیں آپ ان کے حاکم ہیں۔ چوتھا تعلق یہ ہے کہ یہ آپ سے پرورش پاتی ہیں اور آپ انکی پرورش کرنے والے ہیں۔ یعنی وہ گویا مربوب کی حیثیت رکھتے ہیں اور گویا آپ میں ربوبیت کا جلوہ ہے۔ یعنی جب وہ میلے ہوجاتے ہیں تو آپ انکو دھولیتے ہیں اور جب پھٹ جاتے ہیں تو سی لیتے ہیں۔ پانچواں تعلق یہ ہے کہ چیزوں میں عبدیت غلامی اور قربانی کی شان ہے۔ اور آپکو وہ سب کچھ سمجھنے والی ہیں۔ اب ان چیزوں کو ہٹا کر آپ اپنی ذات کو ان کی جگہ پر رکھ لیجئے اور غور کیجئے کہ آپ کا اللہ سے ربط و تعلق کیا ہے۔ جواب یہی ہو گا کہ آپ مخلوق ہیں اللہ خالق ہیں۔ آپ مملوک ہیں اللہ مالک ہیں۔ آپ محکوم ہیں اللہ حاکم ہیں۔ آپ مربوب ہیں اللہ رب ہیں۔ اور آپ عابد ہیں اور اللہ معبود ہیں۔ پھر اپنی ذات کو ہٹا کر ساری کائنات کو اپنی جگہ اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر ربط قائم کرلیجئے۔ سب کی حقیقت بس یہی ہے۔ بادشاہ ہوں کہ رعایا، امراء ہوں کہ غرباء، صدیقین ہوں کہ شہداء، اغواث ہوں کہ ابدال و اولیاء، انبیاء علیہم السلام ہوں کہ سیدالانبیاء صلی اللہ علیہ و سلم، ان سب کے خالق و مالک اللہ ہیں۔ ان سب کے حاکم اور سب کے رب اور معبود اللہ تعالیٰ ہی ہیں۔ الحمد للہ رب العالمین۔

عبد و رب کی پہچان

خودنوشت سوانح کے ایک حصہ میں اس طرح ارشاد فرمایا:

امتحان جماعت منشی کی تیاری کے لئے وہ ادارہ شرقیہ میں شریک ہوگیا چونکہ یہ علم اس کے مسائل حیات سے متعلق تھا نہایت آسانی سے اس نے تیاری کرلی۔

ذرا ان عقلمندوں کو دیکھو کہ تعلیم ہوتی ہے حیدر آباد میں اور امتحان ہے لاہور میں۔ اور اسی پر اتنا دماغ ہے کہ دنیا کو آخرت پر مقدم کیا جارہا ہے۔ گویا سودا نقد ہے۔ ذرا دیکھو جہاں کسی نے لاالہ کے ذریعہ الوہیت غیر اللہ کو نکال پھینکا اور الا اللہ کے ذریعہ الوہیت الہیہ کی تصدیق کرلی اور محمد رسول اللہ کو مان لیا وہیں سے مومن ہونے کی سند مل گئی فرمائیے کونسا سودا نقد ہے۔

نوجوان نے سفر کے انتظامات کا خرچ اپنے مدرس صاحب کے حوالے کردیا اور بے فکر ہوگیا۔ جس طرح حاجی اپنے انتظامات کا خرچ منتظمین اور معلم کے حوالے کردیتا ہے اور مطمئن ہوجاتا ہے۔

جس طرح بورڈنگ میں غذا اور رہائش کا خرچ داخل کیا جاتا ہے اور طعام وقیام کے بارسے نجات مل جاتی ہے۔

جب یہی معقول طریقہ ہے تو پھر جب کوئی مرید راہ حق کے خرچ و انتظام کے لئے اپنے مرشد کی خدمت میں نقد دل پیش کرے تو وہ تنگ

نظر اور قدامت پسند کیوں؟ کتنا وسیع دائرہ ہے بیوقوفی کا بھی؟

غرض نوجوان غالباً ۱۶/ صفر ۱۳۵۷ھ کو ریل پر سوار ہو گیا ریل سے ایک چیخ نکلی جو ڈرائیور کی توجہ کا نتیجہ تھا اور ریل حرکت میں آ گئی۔

پھر اس بیچارے پر کیوں ہنسا جاتا ہے جو اپنے مرشد کی توجہ سے چیخ اٹھتا ہے اور ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگتا ہے۔ کتنا بُعد ہو گیا ہے روحانیت سے۔ ورنہ ہر شئی میں ایک حقیقت ہے۔ ایک حقیقت کیا بلکہ صدہا حقائق ہیں۔ نوجوان نے اپنا معمولی سازادسفر ایک مقام پر رکھ دیا اور ایک دریچہ کے پاس بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر میں آبادی ختم ہو گئی اور مناظر قدرت کا مشاہدہ ہونے لگا۔ جوں ہی گاڑی کی رفتار تیز ہو گئی شجر و حجر متحرک نظر آنے لگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ زمین کے متحرک ہونے کا نتیجہ ہے۔ جس پر دوسری دلیل یہ لائی جاتی ہے کہ زمین سے علٰحدہ ہو کر تو دیکھو پھر معلوم ہو گا کہ زمین ساکن ہے یا متحرک ہے۔ خیر کچھ بھی ہو ایک مثال تو مل گئی کہ ایک شئے ہو کچھ اور نظر کچھ آئے۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ پھر تحقیق کے مدعی متعجب ہو کر کیوں انکار کرتے ہیں جب ہم کہتے ہیں کہ تم حقیقت میں نابود ہو اور بود نظر آتے ہو آخر وہی تو بات ہے۔ صرف نظر کا دھوکہ۔ اگر شک ہو تو سلوک کی گاڑی پر سوار ہو جاؤ اور اپنے سے علٰحدہ ہو کر دیکھو مشاہدہ ہو جائے گا دیکھیں ہم بھی تمہارا جذبہ تحقیق۔ کیا کریں گے بے چارے آخر ابھی بچے ہی تو ہیں۔!

ریل بڑھی اور نوجوان کی نظریں مناظر پر جم گئیں۔

اسے ایک طرف سر سبز و شاداب جنگل نظر آ رہے ہیں تو دوسری طرف

خشک اور چٹیل میدان ۔ وہ ایک طرف اونچے اونچے ٹیلے دیکھ رہا ہے تو دوسری طرف چھوٹے چھوٹے نشیب ۔ اسکی نظر میں ایک طرف بلند بلند پہاڑ تھے تو دوسری طرف عمیق گہرے غار ۔ اس پر ایک وقت دن کی روشن گھڑیاں گذر رہی تھیں تو دوسرے وقت رات کی خاموش ساعتیں ۔ اسکی نظر کبھی مرد پر پڑ رہی تھی تو کبھی عورت پر ۔ کبھی وہ سردی محسوس کر رہا تھا تو کبھی گرمی ۔ حالانکہ زمین ایک ہی ہے زمان ایک ہی ہے وہ ایک ہی زمانے میں ان چہروں کا مشاہدہ کر رہا تھا اور ان سے ہی ایک دوسرے کی تمیز ہو رہی تھی ۔ نشیب نہ ہو تو فراز کیا، خشکی نہ ہو تو تری کیا، رات نہ ہو تو دن کیا، گرمی نہ ہو تو سردی کیا، عورت نہ ہو تو مرد کیا، شور نہ ہو تو سکون کیا ؟ ۔ غرض چیزیں اپنی اضداد ہی سے پہچانی جاتی ہیں جو ذاتاً کبھی ایک نہیں ہو سکتے ۔

پھر بغیر عبد کے رب کا پتہ کیسے چلے اور بغیر رب کے عبد کا وجود کیونکر ہو؟

یہاں ایک طرف اسماء وصفات وجودیہ کاملہ کا سرسبز وشاداب گلزار ہے تو دوسری طرف صفات عدمیہ ناقصہ کا خشک اور چٹیل میدان ۔۔۔ یہاں ایک طرف افعال کا لہریں مارتا ہوا سمندر ہے تو دوسری طرف انفعال کا خشک خطہ ۔۔۔ یہاں ایک طرف مالکیت و حاکمیت کے بلند اور اونچے پہاڑ ہیں تو دوسری طرف مملوکیت و محکومیت کے عمیق اور گہرے غار ۔۔۔ پھر یہ ذاتاً ایک دوسرے کے عین کس طرح ہوں ؟

اور ایک دوسرے سے کتنی صفائی سے متمیز ہو رہے ہیں ۔ کتنا صاف اور صحیح راستہ ہے ۔ ایک وجود دو ذات (وحدۃ الوجود اصطلاحی کا)

حضرتؒ نے دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

ذات مرجع اسماء وصفات کو کہتے ہیں ذات کی دو قسمیں ہیں (۱) ۔ ذات کامل ۔۔۔ (۲) ۔ ذات ناقص ۔۔۔ ذات مع الصفت کو اسم کہا جاتا ہے ۔ اسم مسمیٰ کی پہچان اور صفت موصوف کے عرفان کا ذریعہ ہے ۔ صفت ظہور ذات یا صلاحیت ذات سے عبارت ہے ۔ صفات کاملہ اجمالاً یہ ہیں ۔۔

۱۔ حیات ۔۔ ۲۔ علم ۔۔ ۳۔ ارادہ ۔۔ ۴۔ قدرت ۔۔

۵۔ سماعت ۔۔ ۶۔ بصارت ۔۔ ۷۔ کلام ۔

اور صفات ناقصہ عبدیہ اجمالاً یہ ہیں ۔

۱۔ موت ۔۔ ۲۔ جہل ۔۔ ۳۔ اضطرار ۔۔ ۴۔ عجز ۔۔

۵۔ بہرہ پن ۔۔ ۶۔ اندھا پن ۔۔ ۷۔ گونگا پن ۔

جسکی صفات کامل ہیں اسکی ذات کامل ہے اور جسکی صفات ناقص ہیں اسکی ذات ناقص ہے ۔ صفات کاملہ کو صفات کمالیہ اور صفات وجودیہ بھی کہا جاتا ہے ۔ صفات ناقصہ کو صفات عدمیہ سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے ۔ صفات وجودیہ میں "ہے پن" ہے اور صفات نقصانیہ میں "نہیں پن" ہے ۔ صفاتِ وجودیہ میں اشتیاق ہے اور صفات ناقصہ میں احتیاج ہے صفات وجودیہ مظہِر ہیں اور صفات ناقصہ مظہَر ہیں ۔ حیات قالب سے ، علم قلب سے ، ارادہ نفس سے ، قدرت جسم سے ، سماعت کان سے ، بصارت آنکھ سے ، کلام زبان سے ظاہر ہیں ۔ صفات ناقصہ بمنزلہ مکان ہیں اور صفات وجودیہ بمنزلہ مکین ہیں ۔

صفات وجودیہ اللہ تعالی کے لئے اصالتہً ہیں اور بندے کے لئے عاریتہً اور امانتہ ہیں۔ اللہ کی چیزوں کو اپنی جانتا غصب اور شرک ہے اور اپنی چیزوں کو بھولنا غفلت و معصیت ہے۔ اور غصب و غفلت دونوں ظلم ہیں۔ شرک و غصب سے بچنا فرض ہے اور غفلت و معصیت چھوڑنا لازم ہے۔

غور وفکر کا عرفانی طریقہ

اللہ رب العزت نے دنیا کی ہر چیز کو اپنی پہچان کا ذریعہ بنایا ہے۔ کائنات کی چیزوں سے جب صحیح استفادہ ہوتا ہے تو اسباب اور ان کے فائدوں کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انہیں چیزوں پر غور مختلف نوعیت کے رموز کو ظاہر کرتا ہے۔

چیز ایک ہی ہوتی ہے مگر جب اس کو دو عقلمند آدمی اسے دیکھتے اور غور و فکر کرتے ہیں تو اپنی اپنی صلاحیتوں کے لحاظ سے نتائج نکالتے ہیں۔ ہم ذیل میں ایک روایت پیش کررہے ہیں جو تفکر فی خلق اللہ کا تقاضہ بھی ہے اور غور وفکر کا افاضہ بھی۔ کنز المعارف میں علامہ قسطلانی رحمتہ اللہ علیہ کی منقول یہ دلچسپ روایت اپنے اندر عبرت و نصیحت اور حکمت و موعظت کے بے شمار پہلو رکھتی ہے۔ ہوسکتا ہے روایت حدیث فنی اعتبار سے اس معیار پر نہ آئے جسکو محدثین اپنی شرائط کے ساتھ ذکر کرتے ہیں مگر درایتہً اور صحت معنوی اور انکشاف حقائق کے اعتبار سے بے حد سبق آموز ہے اور ہمارے لئے اس میں بہترین راہ فکر و عمل ہے۔

یہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ عرض کیا یارسول اللہ! راہ خدا اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور اس راہ پر چلنا شہد سے زیادہ شیریں اور میٹھا ہے لیکن راہ حق اور راہ خدا پر قائم رہنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

ارشاد ربّانی! اسکے بعد حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی حق تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ اے محمدؐ بہشت اس طشت سے زیادہ روشن ہے اور اس کی نعمتیں اس شہد سے زیادہ لذیذ اور شیریں ہیں۔ لیکن پل صراط سے گذرنا اس بال سے زیادہ باریک ہے۔

دیکھئے اس روایت سے صحابہ کرام کے ذوق کا بھی اندازہ ہوتا ہے غور وفکر سے عبرت و نصیحت حاصل کرنے کا حوصلہ بھی دیا جارہا ہے اور مراتب کا خیال بھی رکھا گیا ہے۔ مزاج شناسی کا فرق بھی معلوم ہوتا ہے۔ دین کی عظمت و ضرورت اسکے تقاضوں پر عمل کا درس بھی ملتا ہے۔ ساتھ ہی ساتھ عدل وانصاف، حصول علم، مہمان کی خاطر مدارات، عورت کے لئے پردہ، راہ حق پر قائم رہنا اور معرفت الہٰیہ کے حصول اور اس کی اہمیت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

سرسبز وشاداب گلستان کا پتہ پتہ عقلمند اور ہوشیار کی نظر میں اللہ کی پہچان اور حق تعالی کے عرفان کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل وکرم سے بصیرت ایمانی اور انوار عرفانی اور حقائق قرآنی سے خوب مالا مال فرمائے۔